ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

11 | نومبر 2022 | ربیع الثانی 1444

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
92 سال

- احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد
- سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی برجستہ گوئی
- احرار اور سیلاب متاثرین کی خدمت
- ایثار............ مسلم معاشرے کی بنیاد

گوشۂ خاص

مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ

پروفیسر سید ذوالکفل بخاریؒ

تعمیر جدید دارالقرآن

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دارالقرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دارالحدیث، دارالاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زرتعاون: سید محمد کفیل بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ)

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 5010030736200010
Branch Code : 0729
THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 33 شمارہ 11 نومبر 2022ء / ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ	احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد	عبداللطیف خالد چیمہ	2
افکار	ایثار.........مسلم معاشرے کی بنیاد	حافظ حمزہ حنیف نعمانی	4
دین و دانش	دس جھوٹے	شاہ بلیغ الدین	8
//	سیدنا بلال رضی اللہ عنہ	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	10
ادب	نعت	سعود عثمانی	13
//	سیدہ ہند سلام اللہ علیہا	نادر صدیقی	15
گوشۂ خاص	تمنا	سید عطاء المحسن بخاریؒ	16
//	’’حیاتِ جاوداں کا استعارہ‘‘	//	//
//	میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے	سید محمد یونس الحسنی رحمہ اللہ	17
//	نومبر جب بھی آتا ہے	حبیب الرحمٰن بٹالوی	18
شخصیت	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی برجستہ گوئی دوسری و آخری قسط	نور اللہ فارانی	19
آپ بیتی	سرخ لکیر قسط نمبر 6	ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم	27
خطاب	واقعات سیرت طیبہ و سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم (قسط نمبر 7)	جانشین امیر شریعت امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	35
//	تعارف و استقامت اکابرین مجلس احرار اسلام	پروفیسر خالد شبیر احمد	41
مطالعہ قادیانیت	قادیانی سے دعوتی نشست (آخری قسط)	عطاء محمد جنجوعہ	43
حسن انتقاد	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی	48
اخبار الاحرار	احرار اور سیلاب متاثرین کی خدمت (قسط نمبر 1)	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	50
//	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	52
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

★..........★..........★..........★

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسؤل

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک 300/- روپے

بیرون ملک 5000/- روپے

فی شمارہ 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم۔ڈی۔اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیلِ نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

عبداللطیف خالد چیمہ

ہاں قدم بڑھائے جا!

احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد

اللہ کا جتنا شکریہ کیا جائے کم ہے 12,11 ربیع الاول 1444ھ مطابق 8,9 اکتوبر 2022ء ہفتہ، اتوار کو چناب نگر کے قدیمی مرکز احرار میں ختم نبوت کانفرنس اور پر جوش دعوتی جلوس انتہائی کامیاب رہا اور شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کے صدقے پہلے سے کہیں زیادہ منظم و مربوط بھی تھا، دو روزہ کانفرنس کا آغاز 11 ربیع الاول کو بعد نماز ظہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ العالی (خانقاہ سراجیہ) کی خصوصی دعا سے ہوا اور دوسرے روز دعوتی جلوس کا اختتام چناب نگر اڈہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد حسن مدظلہ العالی کی پرسوز دعا سے ہوا۔ جمعیت علماء اسلام سمیت تحریک ختم نبوت کی بڑی جماعتوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے سربراہوں نے خصوصی شرکت فرمائی۔ مفکر اسلام مولانا زاہد الراشدی (پاکستان شریعت کونسل) کی گفتگو ملکی و بین الاقوامی صورتحال کے حوالے سے اہم ترین تھی۔ پرچم کشائی کی تقریب انتہائی پر کشش تھی اور مجاہدین ختم نبوت اور کارکنان احرار کا ولولہ دیدنی تھا۔ کانفرنس کی روداد میں تفصیلات آ گئی ہیں جو شامل اشاعت ہے۔ کانفرنس کے چند دن بعد ورلڈ اسٹیبلشمنٹ کا خصوصی کارندہ مشہور زمانہ سکہ بند قادیانی برطانوی وزیر مملکت لارڈ طارق احمد نے پاکستان کا دورہ کیا اور وزیر اعظم جناب شہباز شریف، وزیر خارجہ بلاول بھٹو اور حکمران اتحاد کے دیگر کئی رہنماؤں سے اعلانیہ اور خفیہ ملاقاتیں کیں، قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ اکھنڈ بھارت ان کا مذہبی (خود ساختہ الہامی) عقیدہ ہے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 26 اپریل 1984ء کے بعد قادیانیوں نے ربوہ (چناب نگر) کے بعد لندن میں اسلام آباد کے نام سے متوازی دار الخلافہ (مرکز) بنا رکھا ہے جس میں وطن عزیز کے خلاف دن رات سازشیں جنم لیتی ہیں۔ پاکستانی ایٹمی اثاثوں کے خلاف امریکی سازشوں کا ذکر سابق بیوروکریٹ زاہد ملک نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم'' میں تفصیل سے کیا تھا۔ بہر حال تمام محبّ وطن حلقوں اور تحریک ختم نبوت کی جماعتوں اور کارکنوں کو ان حالات میں زیادہ بصیرت سے رہنے کی ضرورت ہے کیوں کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن ''وار'' کرنے کے لیے تیار کھڑے ہیں اور ہمیں چوکنا رہنا ہے۔ اس موقع پر احرار کی قیادت اپنے ممکنہ وسائل کے ساتھ ہمت اور حوصلے سے آگے بڑھ رہی ہے جب کہ کارکنوں کو صبر و برداشت کی تلقین مزید کی جاتی ہے کہ وہ فروعات میں وقت لگانے کی بجائے ''مشن تحفظ ختم نبوت'' کے لیے شعوری طور پر اپنے آپ کو دنیا کے بدلتے ماحول کے مطابق منظم کریں۔ جہاں تک ملکی حالات پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تو اس حوالے سے چند دن پہلے لاہور فلیٹیز ہوٹل میں ہونے والی عاصمہ

جہانگیر کانفرنس کے مقررین کا لہجہ اور سامعین کے تیور، بول نیوز کے سینئر صحافی ارشد شریف کی پاکستان سے پراسرار دبئی روانگی اور کینیا میں بہیمانہ قتل اور عمران خان کے لانگ مارچ اور ان سب پر اتحادیوں کا طرزِ عمل بہت سے سوالات کو جنم دے رہا ہے جس پر تبصرہ اور تجزیہ آئندہ شماروں میں چلتا رہے گا۔

بقاءِ احرار

مجلس احرار اسلام ایک دینی و تاریخی امانت ہے جو اکابر احرار سے ہمیں وراثتاً منتقل ہوئی ہے۔

پرچم احرار کے زیرِ سایہ لاکھوں مسلمانوں نے حصولِ آزادی اور عقیدۂ ختم نبوت کے لیے لازوال جدوجہد کی اور ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''بقاءِ احرار ایک دینی و شرعی امر ہے''

اکابر احرار خصوصاً ابناء امیر شریعت رحمھم اللہ نے احیاء و بقاء احرار کے لیے انتھک جدوجہد کی اور پرچم احرار کو بلند رکھا۔

مجلس احرار اسلام کے کارکن ہمارے محسن ہیں جنھوں نے اپنا وقت، مال اور صلاحتیں جماعت کے لیے وقف کیں اور ایثار و وفا کی زرّیں تاریخ رقم کی۔

☆ دین کی دعوت

☆ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

☆ اور دفاعِ وطن

ہماری جدوجہد کے جلی عنوانات ہیں۔

ہم نے احرار سے وفاداری کا حلف اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے کہ

احرار میں جئیں گے اور احرار میں ہی مریں گے۔ زندگی کے آخری سانس تک پرچم ختم نبوت اور پرچم احرار کو بلند رکھیں گے (ان شاء اللہ)

زندگی کا صُور پھونکا ہے مجلس احرار نے　　　نیند کے ماتو اُٹھو ظلمت لگی ہے ہارنے

اقتباس خطاب

سید محمد کفیل بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

تقریب: پرچم کشائی، احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

۱۲؍ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ 9؍ اکتوبر 2022ء

حافظ حمزہ حنیف نعمانی

ایثار............مسلم معاشرے کی بنیاد

افراد انسانی کا اجتماعی ڈھانچہ معاشرہ کہلاتا ہے، اجتماعی زندگی کی درستگی وخوبی اور اس کے پرسکون وخوشگوار بنانے کے لیے کچھ کلیدی صفات کی ضرورت ہے، خصوصاً نوجوان نسل کو ان صفات سے متصف ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اگر معاشرے میں ان صفات کا خیال نہ رکھا جائے تو اجتماعی زندگی پریشانی الجھن اور مصیبتوں کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔ پھر معاشرے کا وہی حشر ہوتا ہے جس سے آج مغرب دوچار ہے اور ہمارے معاشرے میں بھی وہ ساری خامیاں آہستہ آہستہ داخل ہورہی ہیں۔ ہر نوجوان جس طرح خاندان کا ایک فرد ہے اور گھریلو ماحول کے پرسکون بنانے کے لیے نوجوان کی ذمہ داریاں اور حقوق ہیں، اسی طرح گھر خاندان کے دائرے سے آگے نوجوان اپنے گرد وپیش معاشرے کا بھی ایک فرد ہے؛ بلکہ صحت منداور اسلامی معاشرے کے تشکیلی عناصر کا جزو لاینفک ہے اور معاشرے کی اصلاح اور اسلامی وخوشگوار معاشرے کی تشکیل کے لیے نوجوان کی ذمہ داری سب سے اہم ہے۔ اس کے اسلامی کردار وگفتار، اخلاق اور اعمال حسنہ کے بغیر معاشرے کی اصلاح اور اسلامی معاشرے کا وجود ناکام وناتمام رہتا ہے۔

نوجوانانِ ملت کے بے شمار واقعات ہیں کہ انھوں نے اپنے اسلامی کردار واعمال، اچھے اخلاق کے ذریعہ ایک مثالی معاشرہ قائم کیا، ایثار وہمدردی، دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا اسلام کی معاشرتی تعلیم ہے، معاشرہ کے اجتماعی نظام کے استحکام اور بقا میں اس کا بڑا عمل دخل ہے۔

امام واقدی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، فاقوں تک نوبت پہنچ گئی، گھر سے اطلاع آئی کہ عید کی آمد آمد ہے اور گھر میں کچھ نہیں ہے، بڑے تو صبر کرلیں گے؛ لیکن بچے مفلسی کی عید کیسے گذاریں گے؟ یہ سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس قرض لینے گیا، وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گیا اور بارہ سو درہم کی سربمہر ایک تھیلی میرے ہاتھ پکڑادی میں گھر ابھی آیا ہی تھا کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا، اس کے گھر بھی افلاس وغربت نے ڈیرا ڈالا تھا، وہ قرض چاہتا تھا، میں نے گھر جاکر اہلیہ کو قصہ سنایا، کہنے لگی کتنی رقم دینے کا ارادہ ہے، میں نے کہا تھیلی کی آدھی رقم تاکہ دونوں کا کام چل جائے، اہلیہ نے کہا بڑی عجیب بات ہے کہ آپ کو ایک عام آدمی نے بارہ سو درہم دیئے اور آپ اس کو ایک عام آدمی کے عطیہ کا نصف دے رہے ہیں، آپ اسے پوری تھیلی دے دیں، لہٰذا میں نے پوری تھیلی اس کے حوالے کردی وہ تھیلی لے کر گھر گیا تو میرا تاجر دوست اس ہاشمی کے پاس گیا، کہا

عید کی آمد آمد ہے گھر میں کچھ نہیں ہے کچھ رقم قرض چاہیے، ہاشمی نے وہی پوری تھیلی تاجر دوست کے حوالے کر دی، تاجر کو اپنی ہی دی ہوئی تھیلی دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ تاجر دوست تھیلی ہاشمی کے پاس چھوڑ کر میرے پاس آیا، میں نے اس کو پورا واقعہ سنایا، دراصل تاجر دوست کے پاس بھی اس تھیلی کے علاوہ کچھ نہیں تھا، اس نے سارا مجھے دے دیا تھا اور خود قرض لینے ہاشمی کے پاس چلا، ہاشمی نے جب وہ تھیلی حوالے کرنا چاہی تو راز کھل گیا۔ ایثار و ہمدردی کے اس انوکھے واقعہ کی اطلاع جب وزیر یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچی تو وہ دس ہزار دینار لے کر آئے، کہنے لگے ان میں دو ہزار آپ کے، دو ہزار آپ کے ہاشمی دوست کے، دو ہزار تاجر دوست کے اور چار ہزار آپ کی اہلیہ کے ہیں؛ کیوں کہ وہ تو سب سے زیادہ قابل قدر اور لائق اعزاز ہے۔

اسی طرح حضرت ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں، ان کے زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی کے یادگار واقعات تاریخ کی کتابوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ ان پر فالج کا حملہ ہوا، صاحب فراش ہو گئے، انسان بیمار ہو تو خواہشات کا نخلِ آرزو ہرا ہو جاتا ہے، انھیں مرغی کے گوشت کھانے کی خواہش ہوئی، چالیس دن تک اس کا اظہار نہیں کیا، اس کے بعد بیوی سے کہا، انھوں نے مرغی کا گوشت بنا کر آپ کے سامنے پیش کیا، ابھی آپ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے فقیر نے خیرات کی صدا لگائی، آپ نے اپنا ہاتھ کھینچا اور اہلیہ سے فرمایا یہ فقیر کو دے آؤ، اہلیہ نے کہا میں فقیر کو اس سے بہتر چیز دے آتی ہوں، آپ نے پوچھا وہ کیا ہے، کہنے لگیں اس کی قیمت فرمایا بہت اچھا قیمت لے آؤ، وہ قیمت لے کر آئیں تو آپ نے فرمایا یہ کھانا اور قیمت دونوں اس فقیر سائل کو دے آؤ۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نوجوان نسل کو اچھے اخلاق و کردار کا خوگر بنانا چاہتی ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے، اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا اچھے اخلاق!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں، جو اخلاق کے اعتبار سے زیادہ اچھے ہیں، بلاشبہ اخلاق کا مقام بہت بلند مقام ہے اور انسان کی سعادت و نیک بختی، فلاح و کامرانی کے معراج میں اخلاق کا بڑا اہم اور خاص دخل ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اخلاق کی دولت سے بھرا ہے میرا دامن
گو پاس میرے درہم و دینار نہیں ہیں

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نوجوان نسل کو اخلاقِ حسنہ کا درس دیتی ہیں، بزرگوں کا ادب واحترام، چھوٹوں پر

شفقت، علماء کی قدر ومنزلت، محتاجوں اور بے کسوں کی دادرسی ہم عمروں کے ساتھ محبت والفت اور جذبۂ ایثار وہمدردی کا سبق دیتی ہے، معلم اخلاق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلم یُوَقِّر کَبِیْرَنَا فلَیسَ مِنّا'' (جو شخص چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں) بہ ظاہر یہ ایک مختصر سی حدیث ہے؛ لیکن اپنے اندر ایسی وسعت وگہرائی رکھتی ہے کہ اگر ساری کائنات اس حدیث پر عمل کرلے تو دنیا کے سارے جھگڑے ختم ہوجائیں، ظاہر ہے کہ اگر ہر شخص اپنے چھوٹوں سے پیار ومحبت، شفقت ورحم کا معاملہ اور نرمی کا برتاؤ کرے اور ہر چھوٹا اپنے بڑوں کی عزت واحترام کو ملحوظ رکھے، ان کی تعظیم وتکریم کرے تو جذبۂ ایثار وہمدردی پروان چڑھے گا اور اس طرح معاشرہ الفت ومحبت کا گہوارہ بن جائے گا۔

امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں وہ مشہور واقعہ سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بار چار سو دینار تیار کر کے ایک تھیلی میں ڈالے اور غلام سے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ پھر کچھ دیر ان کے گھر میں ٹھہرے رہنا اور دیکھنا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ غلام وہ رقم لے کر گیا اور اُس نے کہا: امیر المؤمنین کہتے ہیں یہ قبول فرمائیں۔ فرمانے لگے اللہ اُن کا خیال رکھے اور رحمت فرمائے۔ پھر اپنی باندی کو آواز دی اور اسے کہا کہ لو یہ سات فلاں کو پانچ فلاں شخص کو دے آؤ، حتیٰ کہ پورے چار سو دینار اسی وقت تقسیم کردیے، غلام نے واپس آکر واقعہ بیان کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح چار سو دینار کی ایک دوسری تھیلی تیار کی ہوئی غلام کو دے کر ہدایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دے آؤ اور وہاں بھی دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں، یہ غلام لے گیا، انھوں نے تھیلی لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا دی ''رَحِمَهُ الله وَ وَصَلَه'' (اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ان کو صلہ دے) یہ بھی تھیلی لے کر فوراً تقسیم کرنے کے لیے بیٹھ گئے اور اس کے بہت سے حصے کرکے مختلف گھروں میں بھیجتے رہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھیں، آخر میں بولیں کہ ہم بھی تو بخدا مسکین ہی ہیں، ہمیں کچھ ملنا چاہیے، اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار رہ گئے تھے، وہ ان کو دے دیے غلام یہ دیکھنے کے بعد لوٹا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب بھائی بھائی ہیں۔

غور کیجیے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے اندر فقر وفاقہ اور اپنی ضرورت واحتیاج کے باوجود اپنے دینی بھائی کی ضرورت وحاجت کو مقدم رکھنے اور اپنی بیوی بچوں کو بھوکا سلا دینے کی یہ صفات محمودہ صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وتربیت سے آئی۔

اسی ایثار کی ایک عظیم مثال حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، فرماتے ہیں کہ میں جنگ یرموک میں

اپنے چچازاد بھائی کی تلاش شہداء کی لاشوں میں کرنے کے لیے نکلا اور کچھ پانی ساتھ لیا کہ اگر ان میں کچھ جان ہوئی تو پانی پلادوں گا، ان کے پاس پہنچا تو کچھ رمق زندگی کی باقی تھی، میں نے کہا کہ کیا آپ کو پانی پلادوں، اشارے سے کہا کہ ''ہاں'' مگر فوراً ہی قریب سے ایک دوسرے شہید کی آواز ''آہ آہ'' کی آئی تو میرے بھائی نے کہا کہ یہ پانی ان کو دے دو، میں ان کے پاس پہنچا اور پانی دینا چاہا تو تیسرے آدمی کی آواز ان کے کان میں پڑی، اس نے بھی اس تیسرے کو دینے کے لیے کہہ دیا، اسی طرح یکے بعد دیگرے سات شہیدوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ جب ساتویں شہید کے پاس پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے، یہاں سے اپنے بھائی کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔

اندازہ کیجیے کہ اگر پیاس کی شدت، گرمی ودھوپ کی تپش، زخموں سے چور اور پھر حالت بھی نزاع کی ایسے نازک موقع پر دوسروں کا خیال محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت آپ کے عملی نمونہ اور قوت ایمان کا ہی کرشمہ ہوسکتا ہے، اخلاق واقدار کی بلندی کے اسی اعجاز کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے ''وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَة'' (اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود فاقے سے ہوں)

دینی اخوت، اسلامی ہمدردی وغمخواری، للّٰہیت، الفت ومحبت دوسروں کی خبر گیری وخیر خواہی اور بے غرضانہ تعاون یہ وہ اخلاق واقدار ہیں، جن کے ذریعہ آپس میں دل ایک دوسرے سے ملے رہتے ہیں، آپسی تعاون وہمدردی کا جذبہ پائیدار و بیدار ہوتا ہے۔ معاشرتی زندگی کے حوالے ان اخلاق واقدار سے متصف ہوئے بغیر ''نسلِ نو'' ماحول ومعاشرہ میں اسلامی کردار کی ذمہ داری سے عہدہ برا نہیں ہوسکتی، نئی نسل کی اولین ذمہ داری یہی ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم اخلاقیات سے آراستہ وپیراستہ ہوکر معاشرہ میں خود اس کا عملی نمونہ پیش کرے۔

شاہ بلیغ الدین

دس جھوٹے

دس آدمی سپاہیوں کی حراست میں شاہی محل کی طرف جا رہے تھے۔ بہت سے لوگ انہیں دیکھنے لگے یہ لوگ جنھیں قیدیوں کی طرح لے جایا جا رہا تھا اچھے خاصے آدمی نظر آتے تھے۔ شاہی محل کے قریب جب بھیڑ بڑھ گئی تو ان قیدیوں کو محل میں لے جانا مشکل ہو گیا۔ مامون رشید اس وقت دربار میں موجود تھا۔ امرا، وزرا، قاضی صاحبان بہت سے عہدے دار موجود تھے۔ قیدی جب خلیفہ کے سامنے پیش کیے جا رہے تھے تو جیل خانے کا افسر بڑی کشمکش میں پڑ گیا۔ قیدی دس تھے اب گیارہ ہو گئے تھے۔ اس نے سوچا یہ موقع چھان بین میں جانے کا نہیں سب کو مامون کے آگے پیش کر دیا۔ ان کے بارے میں جو کاغذات تھے انہیں دیکھنے اور قاضیوں کے فیصلے کو پڑھنے کے بعد مامون رشید نے حکم دیا کہ ان سب کی گردن اڑا دو! یہ سننا تھا کہ گیارھواں آدمی تڑپ کر آگے نکلا اور مامون سے بولا امیر المومنین! مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ مامون نے پوچھا کیوں؟ کیا تم نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا؟ اس نے کہا کبھی نہیں میرے تو فرشتوں کو بھی نہیں معلوم کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کا کیا معاملہ ہے؟ شاہی محل کے قریب انہیں دیکھ کر میں سمجھا کہ یہ معززین شاید شاہی ضیافت میں جا رہے ہیں۔ اس لیے میں چپکے سے موقع دیکھ کر ان میں داخل ہو گیا۔ برا ہو زبان کے مزے کا میں تو مفت میں مارا گیا۔ مامون یہ سن کر ہنس پڑا۔ جیل خانے کے داروغہ نے بھی تصدیق کی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

منہ کے مزے کے لیے آدمی چوری، سرزوری اور ضمیر فروشی پر اتر آتا ہے عزتوں کو نیلام کر دیتا ہے۔ ملک و وطن کو بیچ دیتا ہے۔ یہ تماشا کوئی نیا نہیں! مُسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، سجاح، اسود عنسی، عبداللہ بن سبا، ابومسلم خراسانی، مختار ثقفی، حکیم مقنع اور بہت سے گمراہ آدمیوں کی طرح چودھویں صدی میں اسلام کا ایک اور دشمن پیدا ہوا۔ غلام احمد اگر جھوٹا نہ ہوتا تو پادریوں کی مخالفت کرتے کرتے ان کی گود میں نہ جا گرتا۔ جو کام حضرت عثمانؓ کے دور میں یہودیوں کے ایجنٹ عبداللہ بن سبا نے کیا وہی کام اس زمانے میں عیسائیت کا یہ ایجنٹ کر گیا صلیبی جنگوں میں جو مار مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیت کو پڑی اس کے بعد انگریز نے ہندوستان میں اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لیے ایک تدبیر سوچی۔ لڑاؤ اور حکومت کرو! اس پالیسی پر عمل کرنے کے لیے پہلے تو انگریز نے ہندوؤں کے سر پر ہاتھ رکھا اور انہیں مسلمانوں سے لڑوا دیا۔ مسلمانوں کے ساڑھے سات سو سالہ دور میں ہندو ہمیشہ مسلمانوں کے گرویدہ رہے۔ لیکن انگریز نے اُردو ہندی کا جھگڑا کھڑا کیا۔ مسجدوں کے آگے باجے بجوا کر فسادات کرائے۔ گائے کاٹنے پر مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ پھر مسلمانوں کو آپس میں تقسیم کرنے کے لیے فروعات پر دینی مدرسوں کے طالب علموں کو لڑایا۔ تبرا بازی اور مدح صحابہ کی تحریکیں چلائیں اور ٹرپ کی چال چلی تو ایک جھوٹا نبی کھڑا کر دیا۔ اسے خوب پبلسٹی دی۔ وائسرائے کی مجلس وزراء میں بڑی مدت کے لیے صرف اسی کے چیلے چانٹوں کو لیا جو عبداللہ بن اُبی کی طرح نام

کے مسلمان تھے۔ انہیں رائٹ آنریبل، سر، خان بہادر نہ جانے کیا کیا خطابات دیے گئے۔ فوج اور انتظامیہ کے عہدے ان کے لئے مخصوص کردیئے گئے۔ اس میں انگریز کے کئی فائدے تھے۔ مسلمانوں کے آگے جب یہ محاذ کھلا تو انہوں نے عیسائی مشنریوں کو چھوڑا اِدھر اپنی توجہ پھیر دی۔ نتیجہ یہ کہ عیسائی بنانے کا کام زور پکڑ گیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ ایمان اور کفر کا معاملہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی شہ رگ پر چھری چلانے کا کام تھا۔ صحابہ کرامؓ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جھوٹے نبی اور اس کے ماننے والوں کے خلاف شدید جہاد کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لیے نبی مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام صلوٰۃ قائم کیا۔ دس لاکھ مربع میل کی اسلامی مملکت قائم کی اور دین حق کو غالب کر کے دکھایا۔ کوئی کام باقی نہیں رہا کہ کوئی نبی آئے۔ اس لیے یہ بات واضح کردی گئی کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ غلام احمد نے اسلام کا نام لے کر اور اسلام کی تمام اصطلاحوں کو استعمال کر کے اپنا ایک چھوٹا فرقہ بنایا۔ امت کے وسیع تصور کو یہ ناگ بن کر ڈستا رہا۔ جہاد کے ختم کرنے کا اس نے اعلان کیا۔

اس کے چیلے چانٹوں نے جھوٹا حلف نامہ داخل کر کے اور اپنے آپ کو راسخ العقیدہ مسلمان بتا کر ووکنگ کی مسجد میں امامت حاصل کی۔ لندن میں اپنے فرقے کا ایک مرکز بنالیا۔

پاکستان کے وجود میں آنے کی کئی مصلحتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس فتنے کو ختم کیا جائے۔ اگر مسلمانوں کی حکومت نہ ہوتی تو اسلام کے خلاف اس دور کی سب سے منظم سازش جاری رہتی۔ باؤنڈری کمیشن کی بے ایمانی کی ایک بڑی وجہ کشمیر ہی کا مسئلہ نہیں تھا قادیان کو ہندوستان میں رکھ کر اسے ایک خاص سرپرستی مہیا کرنا تھی۔ آج اگر مسلمان ہوشیار رہیں تو یہ فتنہ مٹ سکتا ہے۔ جو عمل یہاں رک گیا ہے اب باہر شروع ہوا ہے۔ اکتوبر 1983 میں ٹورانٹو کینیڈا میں ایک ختم نبوت کانفرنس بلائی گئی۔ مجھے خصوصی مہمان کی حیثیت سے شرکت کا موقع ملا۔ معلوم ہوا کہ اس سے پہلے قادیانیوں نے یہاں اپنی کانفرنس کی۔ پریس ریڈیو، ٹی وی پر خوب دھوکہ چلا، اسلام کا نام لے لے کر قادیانیوں نے اپنی خوب پبلسٹی کی۔ غفلت زدہ اور ناواقف مسلمانوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ابھی میں امریکہ کے دورے پر تھا۔ ٹورانٹو میں ختم نبوت کانفرنس کا خصوصی دعوت نامہ مجھے ملا۔ اس میں عرب وعجم کے بہت سے نمائندوں نے حصہ لیا۔ لیکن حکومت پاکستان کے سفارت کار اسے شجرِ ممنوعہ سمجھ کر دور رہے۔ کانفرنس کے مندوبین کبھی حکومت پاکستان کے دہرے معیار پر اپنا خون کھولاتے رہے۔ کبھی ان مخصوص سفارت کاروں کی دوں ہمتی اور بے حسی پر کفِ افسوس ملتے رہے جو آخر وقت تک کانفرنس کے منتظمین کو اطمینان دلاتے رہے کہ کانفرنس میں اُن کی نمائندگی ضرور ہو گی۔ اصل میں یہ معاملہ امیر یا سفیروں کا نہیں ایمان اور اعتقاد کا تھا۔ اب قیامت میں وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جواب دِہ ہوں گے۔ کانفرنس کے منتظمین نے اسی لیے انہیں نظرانداز کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔

ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی تو بہت سے اللہ کے بندوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور سب نے مل کر طے کیا کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کو اس فتنے سے خبردار کرنے کی ضرورت ہے۔

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

عشق و محبت کی کوئی سی داستان رقم کی جائے، ایک سیاہ فام حبشی نژاد غلام کا تصور پہلے آ جائے گا۔ ظلم و ستم کی کون سی قسم ہے جس کے لیے انہیں تختۂ مشق نہ بنایا گیا اذیت کی کون سی صورت ہے جو ان پر آزما کے نہ دیکھی گئی۔ دعوت اسلام کی ابتداء ہی میں وہ کلمہ پڑھ کر ’’اَلسَّابِقُونَ الاَوَّلون‘‘ میں شامل ہوئے بس پھر کیا تھا؟ ان کا مالک بد بخت امیہ بن خلف انہیں آتش بار پتھروں اور جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر پوری طاقت سے انہیں زدو کوب کرتا، لوہے کی زرہ پہنا کر انہیں دھوپ میں ڈال دیتا اور پھر پوچھتا بلال! اب بتاؤ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیتے ہو؟ مگر ان کی زبان سے ’’اَحَد، اَحَد‘‘ کے سوا کچھ نہ نکلتا۔ فرعون امت، شقی ازلی ابو جہل انہیں پتھروں پر لٹا کر اوپر چکی کے پاٹ رکھ دیتا اور پھر پوچھتا کہ اب کیا ارادہ ہے مگر ادھر سے ایک ہی رٹ تھی احد، احد گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دے دی جاتی وہ انہیں مکہ کی گلیوں میں کھینچتے پھرتے تھے، مگر عاشق صادق کا وہی نعرہ تھا۔ الغرض ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی، جبر و تشدد کی ایک سے ایک بڑھ کر تدبیر اختیار کی گئی۔

غریب ایک بلبل ہے اور چار جانب
بچھائے ہیں صیاد، دام اپنا اپنا

یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک روز آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر مشق ستم ہو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کاش ایسا کوئی انتظام ہو جاتا کہ ہم بلال کو ان ظالموں سے خرید لیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً گئے اور بھاری معاوضہ (۱) دے کر بلال رضی اللہ عنہ کو لے آئے اور پھر آتے ہی انہیں آزاد کر دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیاہ فام اور نسلاً حبشی (۲) تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ سفر حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تو تھے ہی، ہجرت مدینہ کے بعد جب اذان کا سلسلہ شروع ہوا تو نگاہ انتخاب حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر پڑی۔ پہلی اذان صبح کی نماز کے لیے کہی گئی تھی۔

دریں دیر از نوائے صبح گاہی

جہان کیف و مستی آفریدم

حضرت بلال رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شامل ہوئے غزوۂ بدر میں امیہ بن خلف بھی مارا گیا اور ابو جہل بھی۔ یہی لوگ تھے جن کی چیرہ دستیوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ناک میں دم کر رکھا تھا اور اللہ کی شان دیکھئے کہ امیہ، خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا "تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ" فتح مکہ کے روز جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہ کو لے کر شہر میں داخل ہوئے اور "جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتح" کی پیشین گوئی پوری ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ کا مقدر قابل رشک تھا کہ وہ بلد الحرام جہاں بلال رضی اللہ عنہ نے اذیتوں اور مصیبتوں کے دن گذارے تھے، آج وہ بلا خوف وخطر اس میں پھر رہے ہیں اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکم فرماتے ہیں بلال! کعبے کی چھت پر چڑھ کر اذان کہو۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا شروع کیا۔ معلوم نہیں اس وقت اپنوں کے تاثرات کیا ہوں گے اور غیروں کے کیا؟ اتنا یقین ہے کہ آج ملائکہ گوش برآواز ہوں گے اور ملاء اعلیٰ اس بات پر شادماں ہوگی کہ اللہ کا گھر، جس میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ آج اس کی تولیت (۳) مستحقین کو مل گئی ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ۔

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ ایک روز نماز فجر کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا بلال! تمہارا کون سا عمل ہے جس سے تم زیادہ سے زیادہ ثواب کی امید کر سکتے ہو۔

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّۃِ

کیونکہ میں نے بہشت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی تھی۔

عرض کیا: حضور! میں نے جب بھی وضو کیا، رات ہو یا دن میں نے اس وضو سے کچھ نہ کچھ نماز (تحیۃ الوضوء) ضرور پڑھ لی، میں اسی سے زیادہ اجر کی امید رکھتا ہوں۔

بہر حال، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جان نثاری، دین پر استقامت اور دیگر محاسن وشمائل تھے، جن کی وجہ سے انھیں اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہوا۔ بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی انہیں ''سیدنا'' کے بلند لقب سے یاد فرماتے تھے۔ کیا خوش نصیبی ہے کہ ایک حبشی نژاد غلام اور اس کا یہ اعزاز! کسی نے سچ تو کہا ہے۔

سہاگن وہی ہے جسے پیا چاہے

حواشی

(۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بدلے میں ایک نہایت ذہین اور لائق فائق غلام، نطاس رومی (غیر مسلم)

اور چالیس اوقیہ چاندی دے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ (تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۰۴)

(۲) سرکارِ دو عالم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

''سن لو تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں ہے کسی گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے بزرگی کا دارومدار صرف تقویٰ پر ہے۔

حضرت زاہرؓ ایک دیہاتی اور رنگ کے کالے شکل کے پورے سورے تھے مگر شرف اسلام کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ زاہرؓ سبزیاں لاکر بازار میں بیچتے تھے۔ کبھی کبھی ہدیتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لے آتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ انہیں مرحمت فرما دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ''زاہر ہمارا دیہاتی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں''۔ ایک روز وہ بازار میں کھڑے تھے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دل لگی کے طور پر پیچھے سے آکر ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ، حریر و دیبا سے زیادہ ملائم تھے۔ انہوں نے ہاتھوں کو فوراً ٹٹول کر پہچان لیا۔ پھر اپنی پیٹھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے رگڑنے لگے اور ساتھ ہی کہتے رہے چھوڑ دو چھوڑ دو۔ کون ہے؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ مزاح فرمایا: اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھوٹا مال پائیں گے میری کیا قیمت ملے گی؟ آقاؐ نے ارشاد فرمایا: لیکن اللہ کے نزدیک تم کھوٹے نہیں ہو۔

سبحان اللہ! آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کس کس طرح اپنے غلاموں کی دل جوئی فرمایا کرتے تھے؟ یہ ہیں پیغمبر کے اخلاق کریمانہ **صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم**

(۳) تولیت ملنے کا مطلب یہ ہے کہ آج کعبہ شریف، مشرکین کے قبضے سے نکل کر مسلمانوں کی تحویل میں آ گیا۔ جہاں تک اس کی کلید برداری کا تعلق ہے وہ بدستور عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ یہی عثمان ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے فرمایا تھا کہ کعبہ کو کھول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر جانے دے، مگر اس وقت اس نے انکار کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چابی لے کر کعبہ شریف کی تطہیر کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر نماز پڑھی تھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواہش کی کہ چابی انہیں سونپی جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ (جو اب مسلمان ہو چکے تھے) کو بلا کر چابی ان کے حوالے کی اور فرمایا کہ یہ چابی قیامت تک تمہارے خاندان میں رہے گی۔ **سبحان اللّٰہ جلت قدرتہ۔**

سعود عثمانی

نعت

وہ صبحِ منوّر مکّے کی 'وہ جگمگ رات مدینے کی
عمّامہ سنہرے ریشم کا چادر نیلے پشمینے کی
صحرا سے ندا سی آتی ہے راتوں میں مجھ کو جگاتی ہے
یہ دل پر تھاپ کسی دَف کی یہ ہُوک کسی سازینے کی
ان اونچے ٹیلوں کے پیچھے کوئی ہجر کا نغمہ گاتا ہے
ہم ٹھنڈی ریت پہ بیٹھے ہیں ، میں اور یہ شب زرّینے کی
کل رات یکایک جاگ اٹھے کچھ منظر خفتہ یادوں کے
پھر خوشبو آئی قہوے کی پھر تیز مہک پودینے کی
میں جو اور دودھ پکاتا ہوں پھر ان میں شہد ملاتا ہوں
مرے دل سے رنج مٹاتی ہے تاثیر اسی تلبینے کی
اک عنبر صاع کھجوروں کا اک خوشہ سبز انگوروں کا
یہ سب یاقوت و زمرد ہیں دولت انمول خزینے کی
جو کی روٹی کا نوالہ ہے اک برتن سرکے والا ہے
یہ دنیا قیمت کیا جانے مرے مملوکہ گنجینے کی
اک کوزہ مجھ کو بلاتا ہے جی بھر کے نبیذ پلاتا ہے
پھر پیاس مری بھڑکاتا ہے اک سیرابی میں جینے کی
ممکن ہے کہ اک دن یہ دونوں مرے ہاتھ پکڑ کر لے جائیں
یہ خواہش عجوہ کھانے کی ، یہ حسرت زمزم پینے کی
میں بئر اریس پہ بیٹھا ہوں پانی پر نقش ابھرتے ہیں
وہ نقرئی مہر انگوٹھی کی ، خاتم نقشین نگینے کی

اے خالق عظمتِ ابجد کے ، اے خالق نعتِ محمدؐ کے
سکھلا دے لفظ سلیقے کے ، بتلادے بات قرینے کی
ممکن ہے کہ دوسری دنیا کی تقویم میں بس اک ساعت ہو
اس ماہ ربیع الاوّل کی اس عالم ساز مہینے کی
تشکیک زدہ ان لوگوں میں ہم لوگ یقیں پروردہ ہیں
ہم آخری منزل جانتے ہیں اس نیلے گول سفینے کی
تھک ہار کے آخر جب تجھ تک آئے گی تو دنیا کردے گی
تائید سبھی اندازوں کی تصدیق ہر اک تخمینے کی
واللہ انہی کے کرم سے ہے لاریب انہی کے دم سے ہے
یہ ندرت میرے لفظوں میں یہ برکت میرے سینے کی
سرمایہ میرے اب و جد کا یہ ہیرا دینِ محمد کا
سب رب کی عطا اور محنت ہے نسلوں کے خون پسینے کی
شجرے کے آخری کونے پر اک نام سعود بھی لکھا ہے
یہ پیڑھی نچلی سیڑھی ہے چودہ سو سالہ زینے کی

☆..................☆..................☆

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

نادر صدیقی

سیدہ ہند سلام اللہ علیہا

قحط میں جیسے ہو ساون سیدہ ہندہ کا نام
اجلا کردیتا ہے جیون سیدہ ہندہ کا نام

صاف اور شفّاف دَرپن سیدہ ہندہ کا نام
روئے روشن، بوئے گلشن سیدہ ہندہ کا نام

ان کی بیعت جب رسولِ ہاشمی نے کی قبول
کیوں نہ لوں میں احتراماً سیدہ ہندہ کا نام

سینہ کوبی پہ اتر آتے ہیں کیوں کچھ نابکار
جب بھی آتا ہے عموماً سیدہ ہندہ کا نام

فاتحِ قبرص کی جس نے پرورش کی ہے وہ ماں
وہ شرافت سے مُعَنون سیدہ ہندہ کا نام

جس کے بیٹے نے سبائیت کو مردہ کر دیا
سن کے مر جاتے ہیں دشمن سیدہ ہندہ کا نام

جب بھی کوئی پوچھتا ہے میرا مسلک، میرا دین
کافی ہوتا ہے جواباً سیدہ ہندہ کا نام

ابن امیر شریعت محسن احرار مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری دو نظمیں

تمنا

تمناؤں کے صحرا میں کھڑا ہوں
تمناؤں کا دریا سامنے ہے
تمنا ایک مجھ میں بھی بسی ہے
مگر یہ بے بسی سی بے بسی ہے
قدم اب ڈولتے ہیں
سانس بھی اُکھڑی ہوئی ہے
ریت بھی پاؤں کے نیچے سے کھسکتی جارہی ہے

(انتقال سے پانچ روز قبل، ہفتہ 6 نومبر 1999، شب 4 بجے، نشتر ہسپتال ملتان)

’’حیات جاوداں کا استعارہ‘‘

بہت تنہا، بہت بیمار جیون ہے ہمارا
رویوں میں خلوص وصدق کے پیاسوں
ہم ایسوں نے
جہاں سارے کا سارا چھان مارا
اب آ پہنچا نظر کے سامنے منزل کنارہ
ہمیں قیوم رب کا اک اشارہ
’’حیات جاوداں کا استعارہ‘‘
بہارِ جلوہ اش روشن ستارہ
خدا کا شکر ہے کہ وہ
خداوند تعالیٰ ہے ہمارا!

(انتقال سے تین روز قبل منگل 9 نومبر 1999، بوقت سحر، نشتر ہسپتال ملتان)

سید محمد یونس الحسنی رحمہ اللہ☆

بیادامیر احرار مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ *

میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے

کئی دنوں سے ہوا کی دستک تو سن رہا تھا
میرا تیقن کہ دھوپ نگری میں سبز موسم اتر رہا ہے
مری دعا بار یاب ہوگی
محبتوں کی ہمیشگی کی
حیات تازہ کی آرزو کی
نزار موسم میں برکھا رُت کی
مجھے یقیں تھا کہ میرا دل بر
گلیمِ فقر و غنا لپیٹے
جلال و عظمت کے راستوں پر نکل پڑے گا
کلام حق کی فصاحتوں سے عدوّ دیں کو بھسم کرے گا
وہ اپنے جذبِ نہاں کی شمشیر پُر حشم سے
منافقت کا سرِ تکبر قلم کرے گا
مگر یہ معلوم اب ہوا ہے، ہوا نے دھوکہ دیا تھا مجھ کو
مری دعائیں تو مر چکیں ہیں۔ گلاب فصلیں اجڑ چکی ہیں
محبتیں تو بچھڑ چکی ہیں
حیات تازہ کی آرزو میں بکھر چکی ہیں
اجل کے پیغام بر کو دیکھو
وہ میرے گھر کی اک اور عظمت، اک اور رونق کو لے گیا ہے
مرا برادر نئے جہاں کو چلا گیا ہے
گواہی لے کر، گواہی دے کر
کہ ''میرا ایمان سب سے اعلیٰ، عظیم تر ہے''
مرے مربی، اے میرے محسن، عطاء محسن!
ترے کرم کی کہانیاں کس طرح سے لکھوں
میں تیری شب خیزیوں کی باتیں سناؤں کیسے
میں اپنا احوال کس سے چھیڑوں
بدن تو زندہ ہے روح لیکن فغاں بہ لب ہے
میں کیسے کہہ دوں وہ شخص رعنا یہاں نہیں ہے
کہ میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے

☆ 14 نومبر 1999ء، بر مزار
حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ
*انتقال: 12 نومبر 1999، جمعہ، نشتر ہسپتال

حبیب الرحمٰن بٹالوی

نومبر جب بھی آتا ہے

وہ پُتلا تھا شرافت کا
وہ شہ دل تھا سخاوت کا
سخن سازی وہ کرتا تھا
وہ زر پارے بناتا تھا
تیرا بھی اس سے ناتا تھا
میرا بھی اس سے ناتا ہے
پرندہ دارِ ہاشم کا
اُسی کے گیت گاتا ہے
نومبر جب بھی آتا ہے
بڑا ہی دل دُکھاتا ہے
بخاری یاد آتا ہے
....
وہ سادہ سی طبیعت کا
وہ ہم دوشِ ثریّا تھا
وہ صورت کا، وہ سیرت کا
عجب مسکین بندہ تھا
وہ جس سے جب بھی ملتا تھا
سلیقے سے قرینے سے
دلوں کو وہ لبھاتا تھا
مہینوں یاد آتا تھا
وہ اب بھی یاد آتا ہے
بڑا ہی دل دُکھاتا ہے
....
(۱) سپاہی کی گواہی کا
امین و پاسباں رستہ
وہ دامن میں چھپائے ہے
وہ خونیں داستاں رستہ
وہ رستہ سب قرینوں کو
وہ مکہ کے مکینوں کو
نومبر جب بھی آتا ہے
وہ باقی سب مہینوں کو
کہانی یوں سناتا ہے
کہ رستہ اس کہانی کا
(۲) ''اُمّ القریٰ'' کو جاتا ہے
نومبر جب بھی آتا ہے
بڑا ہی دل دُکھاتا ہے
بخاری یاد آتا ہے

(۱) چوک میں کھڑے سپاہی کا کہنا ہے کہ جب وہ جائے حادثہ پر پہنچا تو سید ذوالکفل بخاری کا سر سٹیرنگ پر جھکا ہوا تھا۔ خون بہ رہا تھا۔ ان کی شہادت کی انگلی کھڑی تھی اور وہ کلمہ پڑھ رہے تھے۔

(۲) مکہ مکرمہ کی یونیورسٹی جہاں سے گھر آتے ہوئے سید ذوالکفل بخاری 15 نومبر 2009 کو حادثے کا شکار ہوئے۔

نوراللہ فارانی دوسری و آخری قسط

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی برجستہ گوئی

''اس سلسلہ کی پہلی قسط ''ماہنامہ نقیب ختم نبوت'' کے گزشتہ اکتوبر کے شمارے میں شائع ہو کر قارئین سے داد وتحسین وصول کر چکی ہے اب اس سلسلہ کی دوسری اور آخری قسط نذر قارئین ہے، مزید قسطیں کتابی صورت میں جلوہ گر ہونے کے لیے انتظار فرمائیں۔ ۱۵۰ صفحات پر بکھرے شاہ جیؒ کے یہ جواہر پارے بخاریؒ کے عقیدت مندوں کے لیے متاع بے بہا ثابت ہوگی۔ ان شاءاللہ'' (نوراللہ فارانی)

سبو اپنا اپنا جام اپنا اپنا:

درگاہِ امام ناصر جالندھر کے جلسہ میں کسی نے اس وقت کے اختلافی مسئلے زیارتِ قبور کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ مخالفوں نے شاہ جیؒ کے بارے میں مشہور کر رکھا تھا کہ وہابی ہیں۔ سوال کیا گیا کہ:

آپ کا زیارتِ قبور کے بارے میں کیا خیال ہے؟

فرمایا:

''اپنے اپنے ظرف اور ذہن کی بات ہے کچھ لوگ انگور نعمت خداوندی سمجھ کر کھاتے ہیں۔ کچھ لوگ اس سے شراب نکالتے اور عقل کی بازی بدلتے ہیں میں بھی اس مزار کی زیارت کر کے آیا ہوں اور تم بھی زیارت کرتے ہو میں خدا کے فضل و کرم سے کچھ لے کر آیا ہوں اور تم ایمان میں سے کچھ دے کر آئے ہو''۔

ع سبو اپنا اپنا جام اپنا اپنا (1)

اگر میٹھا پسند ہوتا تو پہاڑ نمک کے نہ بنائے ہوتے:

لاہور کے دورانِ قیام بعد نماز عصر حضرت امیرِ شریعتؒ کی قیام گاہ پر محفل لگتی جس میں علماء، فضلاء کے علاوہ شعراء، ادیب، صحافی اور کاروباری حضرات کا ہجوم بھی رہتا۔ اسی طرح کی ایک مجلس میں مولانا ابوالحسنات نے سوال کیا:

''شاہ جی! آپ کو میٹھا زیادہ پسند ہے یا نمک؟''

امیرِ شریعتؒ! ''جو چیز میرے رب کو پسند ہو۔''

مولانا ابوالحسنات! ''رب کو تو پھر میٹھا زیادہ پسند ہے۔''

امیرِ شریعت! اگر میٹھا پسند ہوتا تو پہاڑ نمک کے نہ بنائے ہوتے۔''

اس پر تمام مجلس میں قہقہہ بلند ہوا۔(2)

مرد کی آمد:

مرید کے ضلع شیخوپورہ کے سفر کے دوران ایک ذمہ دار پولیس افسر نے سوال کیا۔ شاہ جی! اجازت ہوتو ایک بات پوچھوں؟ شاہ جیؒ نے کہاہاں بیٹا! کیوں نہیں!

پولیس افسر نے کہا:

دوسری جماعتوں کے سیاسی اور مذہبی رہنما آئے دن مختلف شہروں میں آتے رہتے ہیں مگر حکومت کی طرف سے ہمیں کوئی ایسی ہدایت نہیں ملتی کہ ہم اس کو واچ (دیکھ بھال) کریں۔ لیکن جیسے ہی آپ کسی شہر میں پہنچتے ہیں، ایک دم سے تاریں ملنے لگتی ہیں یہ کیوں؟۔

شاہ جیؒ نے برجستہ جواب دیا:

''بھائی جب کوئی ہیجڑا گھر میں آجائے تو عورت اس سے پردہ نہیں کرتی، مگر جیسے ہی کوئی مرد آجائے تو تمام گھر میں پردہ پردہ کا شور مچ جاتا ہے۔''

اس پر متعلقہ افسر حیرت زدہ رہ گیا۔(3)

چناب اور جناب:

جناب عبدالستار نجم لکھتے ہیں:

باگڑ سرگانہ نزد عبدالحکیم میں جلسہ تھا حضرت شاہ جیؒ چناب میل سے ایک بجے اسٹیشن عبدالحکیم پر اترے اور سیدھے حکیم حافظ غلام قادر صاحب (جو پیر مبارک شاہ بغدادی کی مسجد کے حجرے میں اپنے دواخانہ میں موجود تھے) کے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت ان کے پاس طب پڑھ رہا تھا۔ تمام سے معانقہ ہوا حضرت استاد صاحبؒ شاہ جیؒ سے اپنی علاقائی زبان میں مخاطب ہوئے ''حضرت چناب توں لتھے ہو۔'' شاہ جیؒ نے فوراً فرمایا کہ ''ہاں چناب توں لتھے آں تے جناب تے چڑھنا ہے۔'' یہ اشارہ تھا کہ بے وقت آئے ہیں کھانا بھی کھانا ہے آپ کو تکلیف تو ہوگی۔ اور جب کبھی شاہ جیؒ حکیم صاحب کے پاس آتے تھے۔ تو وہ ہدیۃً دواء المسک، خمیرہ مروارید ی، اور خمیرہ عنبری کے تین ڈبے شاہ جیؒ کی نذر کرتے تھے۔ یہ ساری کہانی صرف ایک جملے میں سما گئی تھی۔ ساری محفل کشتِ زعفران بن گئی۔(4)

ہندوستان میرا ہے یا پٹیل کا:

ایک مرتبہ اردو پارک دلی میں جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے جلسہ منعقد ہوا امیر شریعتؒ کی تقریر طباشیرِ صبح کے بکھرنے تک جاری رہی سٹیج پر جواہر لال اور سردار پٹیل بھی موجود تھے۔ تقریر کے دوران یہ بھی کہا کہ:

’’یہ پٹیل بیٹھے ہیں، مریں گے، جلیں گے، ان کی راکھ دریاؤں میں اور ہواؤں میں اڑا دی جائے گی پھر نہ ان کی گور نہ ان کی قبر لیکن میں مروں گا تو ڈھائی گز زمین اس ہندوستان پر قبر کے لیے لوں گا پھر بتاؤ ہندستان میرا ہے یا پٹیل کا۔‘‘

اس پر زوردار قہقہہ لگا۔ پٹیل تو مسکرائے جواہر لال نہرو لوٹ پوٹ ہو گئے۔(5)

یہ بھی ہماری کرامت ہے:

امین گیلانی تحریر فرماتے ہیں:

کھلابٹ ہزارہ کے محمد زمان خان جو رشتے میں جنرل ایوب خان کے ماموں زاد بھائی تھے۔ شاہ جیؒ کو کھلابٹ کے لیے دعوت دی۔ شاہ جیؒ دن تو متعین نہ کرتے، کہتے ہاں کسی دن آؤں گا۔ زمان خان نے اپنی والدہ سے کہہ کر کہ شاید آج شاہ جی تشریف لے آئیں۔ باغ سے ایک دو ٹوکرے مالٹوں کے اور دو چار مرغیاں ذبح کر کے رکھ لیتے، شاہ جی نہ پہنچے تو وہ شام کو خود ہی کھا پی لیتے۔ کئی دنوں کے بعد شاہ جی کہنے لگے چلو آج کھلابٹ ہو آئیں۔ میں تھا صاحبزادہ فیض الحسن تھے، کھلابٹ پہنچے تو معلوم ہوا زمان خان روزانہ انتظار کے بعد مرغیاں بھون کر چٹ کر جاتے اور مالٹوں کا رس پی لیتے۔ تقریر کے دوران شاہ جی نے مذاق کیا، بھئی! ہم فقیر سہی مگر ہم پر خدا کا اتنا احسان ہے کہ لوگ ہمارے نام پر مرغیاں بھون بھون کر کھاتے ہیں اور ٹوکری ٹوکری مالٹوں کا رس پی لیتے ہیں۔ یہ سن کر زمان خان نے یک دم پکارا، شاہ جیؒ! خدا کے لیے مجھے بدنام نہ کریں۔ شاہ جیؒ نے عوام سے ہنس کر کہا: لو بھئی! میں نے تو کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ یہ بھی ہماری کرامت ہے کہ اس نے بھرے مجمع میں خود ہی اقرار کر لیا، سارا مجمع ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گیا۔(6)

یہ بھی جھوٹ:

حضرت مولانا سعید الدین شیرکوٹیؒ فاضل دیوبند شاہ جیؒ کے دارالعلوم دیوبند آنے کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شاہ صاحب کا تو پھر یہ حال کہ جہاں بیٹھے مجلس لگ گئی، طلبہ جمع ہو جاتے، اساتذہ بھی آ جاتے، اب یہاں بھی یہی ہوا مجلس جم گئی، طلبہ اور اساتذہ اکھٹے ہو گئے، میں بھی اس مجلس میں موجود تھا، علامہ انور صابری بھی بیٹھے تھے۔ میں تو کہا کرتا ہوں انور صابری دوسرا عطاء اللہ شاہ تھا جسم و جان کے اعتبار سے، لیکن رنگت کے اعتبار سے نہیں انکا رنگ کالا تھا۔ ڈیل ڈول ویسا ہی تھا اور بڑے برجستہ گو شاعر تھے۔ شاہ صاحب کی ہر مجلس زعفران زار ہوتی تھی، شاہ صاحب کا اپنا

رنگ ہے مجلس پر۔ انور صابری اور شاہ جیؒ دونوں فن کار ہیں۔ شاہ جیؒ چھائے ہوئے ہیں۔ اب انور صابری نے اپنا رنگ جمانے کے لیے ایک بڑے ہی خاص راز دارانہ انداز میں شاہ جیؒ سے کہا کہ سارے ہی متوجہ ہو گئے۔

’’آج کی مجلس بڑی بابرکت ہے، بڑی متبرک ہے اس مجلس کی روحانیت اور اثرات دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ میں آج ایک اعتراف کر لوں۔ اس سے میرا دل ہلکا ہو جائے گا۔‘‘

اب محفل کا رنگ بدل گیا۔ شاہ صاحب بھی اسکی طرف متوجہ ہو گئے اور حاضرین مجلس بھی اسی کو دیکھنے لگے اس نے کہا:

’’میں یہ اعتراف کرنا چاہتا ہوں اس مجلس میں کہ میں نے عمر بھر میں سچ کبھی نہیں بولا‘‘

یہ اس نے کہا کہ ابھی اس کا بولا منہ میں ہی تھا جملہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ شاہ صاحب نے ایک دم سر جھٹک کر زلفیں بکھیر کے کہا:

’’یہ بھی جھوٹ‘‘

سب نے دیکھا کہ صابری کا جادو ٹوٹ کے شاہ جیؒ کا جادو چل گیا

رونق بزم جہاں یونہی رہے گی جالبؔ
مگر کچھ اور تھا رنگ جمانے والا (7)

مجھے اپنے کفر پر فخر ہے:

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو کسی نے چٹ پکڑا دی کہ تم تو کافر ہو۔ حضرت نے رقعہ پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ میں کافر ہوں، کافر ہوں اور مجھے اپنے کفر پر فخر ہے، ہمارا اس وقت طالب علمی کا زمانہ تھا ہمیں بہت غصہ آیا کہ رقعے والے نے بھی کہا ہے کہ تم کافر ہو اور حضرت شاہ صاحب نے بھی، حضرت نے ’’اعوذ باللہ‘‘ پڑھا اور بسم اللہ پڑھی اور قرآن شریف پڑھنا شروع کیا، قرآن شریف پڑھنے کا حضرت کا انداز نرالا ہوتا تھا جی چاہتا تھا کہ حضرت شاہ صاحب پڑھتے رہیں اور آدمی سنتا رہے تو حضرت نے یہ آیت پڑھی ’**فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللّٰہ**‘‘ فرمایا میں کافر ہوں مگر طاغوت کا کافر، اللہ کا کافر نہیں ہوں اور میرے ہاتھ میں مضبوط دستہ ہے، پھر انگریز پر چڑھ گئے بے ٹکٹے اور چھ سات گھنٹے تقریر کی، یہ اس وقت کے طاغوت تھے انہوں نے مسلمانوں پر بڑے مظالم ڈھائے تھے۔(8)

مردانگی اور نسوانیت:

حضرت بخاریؒ ایک شخص کے ہاں مہمان ہوئے آپ نے میزبان کے بچے کو پیار کرنے کے لیے پکڑا تو وہ چلانے لگا۔ میزبان نے مزاقاً کہا:

’’شاہ صاحب کیا بات ہے، بچے داڑھی والوں سے بہت ڈرتے ہیں؟‘‘

آپ نے فرمایا:

’’بچہ ماں سے مانوس ہوتا ہے، اس لیے اسے داڑھی منڈوں میں ماں کی شباہت محسوس ہوتی ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور داڑھی والوں میں مردانگی کو نمایاں دیکھ کر وہ متوحش ہو جاتا ہے اور رونے لگتا ہے۔‘‘ 9

جائے استاد خالی نیست:

ایک مجلس میں حضرت امیر شریعتؒ نے لفظِ قرآنی ’’ترھبون‘‘ کا ترجمہ ’’ریکانے‘‘ سے کیا۔ اور بطورِ مثال فرمایا کہ دو بھینسے جب لڑتے ہیں تو آپس میں سر تو جوڑ لیتے ہیں مگر کمزور بھینسا ریک جاتا ہے۔ وہ گو مقابل بھینسے کو دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے مگر پچھلی طرف سے اس کا گوبر بھی نکلتا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے فوراً فرمایا کہ ’’پتلا ہو کر‘‘ شاہ صاحبؒ نے داد دیتے ہوئے فرمایا:

’’واہ واہ سچ ہے کہ جائے استاد خالی نیست۔‘‘ (10)

ریاکاری پر لطیف طنز:

شاہ جیؒ کے ساتھ بندہ (عبدالستار نجم) بھی باگڑ سرگانہ جلسے میں شرکت کے لیے جا پہنچا۔ شاہ جیؒ ایک پلنگ پر تشریف فرما ہوئے، اردگرد سب عقیدت مند بیٹھ گئے۔ ایک دیہاتی ملنے کے لیے آیا، وہ چند قدم ابھی دور ہی تھا کہ جیب سے تسبیح نکال کر اللہ اللہ پکارتا ہوا مصافحہ کرنے لگا۔ شاہ جیؒ نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔ پاس ہی حافظ محمد حسین صاحبؒ (خطیب مسجد پیر مبارک عبدالحکیم) کی ایک تھیلی میں لمبی تسبیح رکھی ہوئی تھی۔ شاہ جیؒ نے تھیلی سے تسبیح بھی نکالنی شروع کی اور ساتھ ساتھ کہنا شروع کیا۔

’’لوکاں دیا جپالیاں دے بابے داجپال۔ ساری عمراں تسبیح ماری ہک نہ پٹیا وال۔ چیناانج چھڑیندا یار چیناانج چھڑیندا یار۔‘‘

مجمع سارا ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اور شاہ جیؒ بار بار ’’چیناانج چھڑیندا یار چیناانج چھڑیندا یار‘‘ (دہرا رہا تھا)۔ دراصل یہ اس کی ریاکاری پر نہایت لطیف انداز میں طنز تھا۔ (11)

کسی اور کی وکٹری نہ بن جائے:

اس تحریک نے انگریز کا دبدبہ اور شہرت سب کو خاک میں ملا کر رکھ دیا، انگریز اس جنگ میں بہت سا جانی و مالی نقصان کرا بیٹھا اور اسے ہندوستان پر حکومت کرنا بہت مشکل ہو گیا۔ انگریزوں نے مار کھانے کے باوجود جگہ جگہ وکٹری کے نشان (V) لگائے۔ بطور خاص سرکاری عمارتوں اور دفتروں پر یہ نشانات اکثر دکھائی دیتے تھے۔ شاہ جیؒ نے جب دیکھا کہ جگہ جگہ وکٹری کا نشان لگا ہوا ہے تو شاہ جیؒ نے موچی دروازہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''میں امرتسر سے لاہور آ رہا تھا، جب میں لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو ایک انگریز کو میں نے دیکھا جو پینٹ پہنے جا رہا تھا، کیلے کے چھلکے سے اچانک اس کا پاؤں پھسلا تو اس کی ٹانگیں اوپر ہو گئیں، میں نے تو بھائی اس روز سے اپنی ڈیوٹی لگا لی ہے کہ جہاں کیلے کا چھلکا دیکھتا ہوں، ہٹا دیتا ہوں، تاکہ کسی اور کی وکٹری (V) نہ بن جائے۔''

جلسہ قہقہوں سے گونج اُٹھا اور فرنگی مردہ باد کے نعرے لگنے لگے۔(12)

ڈنڈا کرسیٔ صدارت پر:

جناب عبدالمجید قریشی صاحب اپنے مضمون ''نادرۂ روزگار انسان'' میں لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ انجمن تبلیغ اسلام کا ایک سالانہ جلسہ انبالہ میں ہونا قرار پایا۔ میر غلام بھیک نیرنگ صاحب نے ہندوستان کے جن مشاہیر علماء کو اس موقعہ پر مدعو کیا اُن میں شاہ صاحبؒ بھی تھے۔ میر صاحب نے شاہ صاحبؒ سے قول لے لیا تھا کہ اُن کی تقریر محض تبلیغی ہوگی اور سیاسیات سے انہیں بہر صورت دامن بچانا ہوگا (انجمن تبلیغ اسلام کا مقصد جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہے محض تبلیغ دین تھا، سیاسیات سے غالباً اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔) لیکن شاہ صاحبؒ بھلا کہاں چوکتے ہیر پھیر کر آخر سیاسیات پر آ ہی گئے اور اپنی تقریر کا رُخ پوری طرح فرنگی اقتدار کے خلاف پھیر دیا۔ میر صاحب نے جو یہ حال دیکھا تو کرسیٔ صدارت چھوڑ کر غائب ہو گئے۔ دورانِ تقریر شاہ صاحبؒ نے مڑ کر پیچھے کو دیکھا تو میر صاحب کو کرسیٔ صدارت سے غائب پایا، شاہ صاحبؒ ہنسے اور فرمانے لگے:

''اچھا بھاگ گئے اب تم صدارت کرو میرے بھائی۔''

یہ کہہ کر اپنا موٹا سا لکڑی کا ڈنڈا کرسیٔ صدارت پر رکھ دیا۔(13)

بس کرو شاہ جی جواب ہو گیا:

۱۹۲۱ء میں پہلی دفعہ دو سال کی سزا ہوئی اور شاہ جیؒ کو میانوالی جیل منتقل کر دیا گیا۔ ایک دن سپرنٹنڈنٹ جیل لالہ رام جی داس آئے اور شاہ جیؒ سے کہنے لگے کہ گورنر بہادر کی چٹھی آئی ہے کہ اگر عطاء اللہ شاہ صرف اظہار افسوس کر دے تو میں اسکی فوری رہائی کے احکام صادر کر دوں گا تو شاہ جی نے کہا کہ لالہ جی جو میں کہوں گا وہ لکھو گے۔

لالہ جی نے کہا کہو تو شاہ جی نے فرمایا لکھو۔

’’جب تک میں زندہ رہوں گا تمھاری جڑوں میں پانی پھیرتا رہوں گا (تمھاری جڑیں کاٹتا رہوں گا)۔‘‘

لالہ ہنس کر چل دیئے اور کہنے لگے۔ بس کر و شاہ جی جواب ہو گیا۔(14)

پھر آپ کی مسجد کے لیے کسی نبی کی ضرورت ہے:

پنڈی بھٹیاں سے ایک صاحب حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں ملتان حاضر ہوئے اور عرض کیا:

شاہ جیؒ ہمارے یہاں ایک جامع مسجد کے لیے عمدہ خطیب کی ضرورت ہے

شاہ جیؒ نے فرمایا: عمدہ؟

اس نے کہا: جی ہاں!

شاہ جیؒ نے پوچھا: آخر کیسا عمدہ؟

اس نے کہا: جی خطیب مرغوب، بہت خوب ہو!

حضرت نے فرمایا: عالم بھی ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں!

شاہ جی نے فرمایا: فتوے کا کام بھی کر سکتا ہو؟

عرض ہوا: ضرور!

حضرت شاہ جیؒ نے پوچھا: با اخلاق بھی ہو؟

اس شخص نے کہا: جی کیا کہنے!

شاہ جیؒ نے فرمایا: ہنس مکھ اور حسین و جمیل اور وجیہہ و شکیل بھی ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں!

تو شاہ جیؒ نے فرمایا: بھائی! پھر آپ کی مسجد کے لیے کسی نبی کی ضرورت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی پیغمبر کے پیدا ہونے کا قائل نہیں ورنہ کہیں نہ کہیں سے ضرور ڈھونڈ لاتا۔ اتنی خوبیاں تو بیک وقت کسی نبی میں ہی جمع ہو سکتی ہیں۔(15)

مصادر

1۔ سالنامہ ہفت روزہ چٹان (۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء) جلد ۱۵ شمارہ ۱۔۲، ص ۲۱

2۔ حیاتِ امیرِ شریعت: ص ۵۱۵

3۔ حیاتِ امیرِ شریعتؒ ص: ۵۰۵

4۔ ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت کا امیر شریعت نمبر، جلد۲ ص: ۳۳۹

5۔ یادگار تحریریں: ص/۵۰۵

6۔ بخاری کی باتیں: ص: ۱۲۱

7۔ نوادراتِ شیر کوٹی: ص/۶۴

8۔ ملفوظات امام اہل سنت: ص/۷۳، ۷۴

9۔ خزینہ: ص/۲۶۰ از مولانا محمد اسلم شیخوپوری

10۔ سوانح حیات حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ: ج/۱ ص/۲۲۷

11۔ ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' امیر شریعت نمبر: ج۲/ ص ۳۴۰

12۔ تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک ص/۴۷ از چوہدری غلام نبی

13۔ سالنامہ ہفت روزہ چٹان (۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء) جلد ۱۵ شمارہ ۱۔۲۔ ص: ۷۶

14۔ امروز: ص ۸/ شاہ جی کے علمی وتقریری جواہر پارے: ۲۳۸

15۔ نوائے درویش: ۹۸

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم قسط نمبر 6

سرخ لکیر

ہنگامی اُلجھن

کیا ہوا یہ قفس نصیبوں کو سب نے مُنہ آشیاں سے پھیر لیے

ریلیف کیمپ کا میدانی علاقہ جس میں تقریباً نوے ہزار مہاجر دو ماہ سے پابہ رکاب بیٹھے تھے، بالکل خالی ہوگیا، اب میرے ساتھ صرف دس ہزار پناہ گیر مسلمان باقی تھے۔ اور وہ محلّہ چھاؤنی میں یا محلّہ کے ملحقہ میدان اور کھیتوں میں دن گذار رہے تھے، قافلہ کی روانگی کے دو دن بعد میرے دفتر میں شریف گھرانوں کے لوگ اور پردہ دار بیبیاں آنا شروع ہوئیں، ان کے دل اُچاٹ ہو چکے تھے۔ وہ وطن کو خیر باد کہنا چاہتے تھے۔ مجھ سے ان کا یہی تقاضا تھا کہ ہمیں جلدی پاکستان پہنچا دیجئے۔ میری بات ان سب کے لیے پتھر پر لکیر کا درجہ رکھتی تھی۔ میں انھیں تسلی اور تشفی تو دیتا تھا مگر یہ بھی کہہ دیتا تھا کہ میں بے بس ہوں، خدا سے دعا مانگیے وہ ہم سب کو خیریت سے پاکستان پہنچائے۔

لوگ میرے گرد جمع تھے کہ ایک سکھ میجر صاحب تشریف لائے اور بپھرے ہوئے ہم سب کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے، اس کیمپ کا انچارج کون ہے؟ میں نے کہا فرمائیے میجر صاحب نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فوجی انداز میں فرمایا کہ تمہارے واسطے اب کوئی سپیشل ٹرین نہ آئے گی۔ تم لوگ کسی مہربانی کے مستحق نہیں جب ہم نے قافلہ کا بندوبست کیا اور بقایا لوگوں کے لیے دو سپیشل ٹرینیں بھی مہیا کردیں تو تم سب لوگ کیوں نہ چلے گئے، اب تم کو قافلہ کی صورت میں پیدل چلنا ہوگا، اور پھر میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا، کیوں جی ان کو سزا کیوں نہ ملے؟ ایسے لوگوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ ہونی چاہیے۔

میرے ساتھ جو لوگ کھڑے تھے سخت پریشان ہوئے، بعض کمزور دل لوگوں نے میجر صاحب کے سامنے گڑ گڑا کر معذرت کی اور منت سماجت کرنے لگے، میں اپنے ساتھیوں کی کمزوری سے سخت شرمندہ ہوا اور میجر صاحب فخر سے پنجوں کے بل ٹہلنے لگے، وہ ایک عجیب دلی مسرت محسوس کررہے تھے۔

میں نے لوگوں کو ڈانٹا اور کہا کہ بیوقوفو! بات کو نہیں سمجھتے، جاؤ بھاگو یہاں سے، مجھے سخت غصہ آرہا تھا، میرے لیے اپنے مجروح جذبات پر قابو پانا مشکل ہوگیا زندگی سے میں یوں بھی بیزار تھا، میجر ٹہلتا ہوا اپنی کار کی طرف آیا اس عرصہ میں میں سنبھل چکا تھا۔ میجر کہنے لگا کہ آپ ان لوگوں کو کہہ دیجئے کہ کوئی سپیشل ٹرین نہیں آئے گی اور ہم ان کو پیدل قافلہ کی شکل میں پاکستان پہنچائیں گے۔

میں نے کہا یہ تو ان لوگوں نے بھی سُن لیا اور میں نے بھی سُن لیا، آپ کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہیں؟ بولے بس ہمارا یہی حکم ہے ان لوگوں کو سزا ملے گی۔ میں نے کہا میجر صاحب کوئی نئی بات کہیے یہ تو پرانی ہوگئی ہے اسے آپ بار بار کیوں دہراتے ہیں؟ ہم نے سمجھ لیا کہ آپ ہمیں پیدل چلانا چاہتے ہیں اور ہمیں سزا دینا چاہتے ہیں۔ کتنی بار آپ یہی رٹ لگاتے رہیں گے، میجر صاحب فرمانے لگے تم انچارج ہو؟ تمہارا نام ماسٹر تاج الدین ہے؟ جی ہاں، میں نے خوداعتمادی کے لہجہ میں کہا۔ میجر صاحب کہنے لگے، تمہارے واسطے بریگیڈیر صاحب کا دوسرا حکم ہے تمہیں کار اور ٹرک مل جائے گا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم جانا کب چاہتے ہو؟ کام تو ختم ہوگیا بولو کل بندوبست ہوجائے؟ چند آدمی جو تمہارے ساتھی ہیں تم ان کو بھی ساتھ لے جاسکتے ہو۔ اب تمہارا ادھر کیا کام ہے؟ ان لوگوں کا ہم خود بندوبست کریں گے۔

میجر صاحب بات کرتے گئے اور میں ان کے دل کی گہرائیوں میں اُترنے کی کوشش کرتا رہا۔ میں نے انھیں اچھی طرح پڑھ لیا اور صورت حال بھی سمجھ میں آگئی۔ میں نے اُن سے جواب میں کہہ دیا کہ میرے ساتھیوں کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے، یہ لوگ میرے ساتھ ہیں اور میں ان کے ساتھ ہوں۔ آپ میرے لیے علیحدہ تکلیف نہ فرمائیں۔

میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کیمپ کا رُخ کیا اور میجر صاحب کافی دیر سڑک کے کنارے کھڑے کچھ سوچتے رہے۔ وہ شاید مجھے بدتمیز سمجھتے ہوں، مگر میں سمجھتا ہوں کہ میں نے بہت زیادہ صبر و تحمل اور بُردباری سے کام لیا۔ کیمپ میں پہنچا تو انہیں کم فہم ساتھیوں نے سکھ میجر کا پیغام دس ہزار کانوں تک پہنچا دیا تھا۔ شام تک پردہ دار خواتین گروہ در گروہ روتی ہوئی آتیں اور اپنی بے بسی اور بے کسی کی فریاد کرتیں، ان میں سے اکثر نے کہا کہ ہم نے تو کبھی اپنے مکان کی دہلیز تک نہیں دیکھی ہم کس طرح پیدل چل کر پاکستان پہنچیں گی۔ میں نے انھیں یہ کہہ کر تسلی دی کہ اللہ تمہاری امداد کرے گا۔ گھبراؤ نہیں میں بھی تمہارے ہمراہ ہوں۔ مت خیال کرو کہ میں تمہیں دغا دے جاؤں گا۔ تمہارے ساتھ جیوں گا اور تمہارے ساتھ مروں گا۔ جو کچھ تمہیں بتایا گیا ہے ان شاءاللہ ایسا نہیں ہوگا، میں کل ہی انگریز بریگیڈیر سے ملوں گا۔ وہ میرے ملنے والے ہیں شریف آدمی ہیں۔ ان شاءاللہ بہت جلد سپیشل ٹرینوں کا بندوبست ہوجائے گا۔ میرا دل مطمئن ہے گھبراؤ نہیں۔

میری اس مختصر تقریر سے لوگوں کی ڈھارس بندھ گئی، نیک مسلمان عورتیں اور معصوم بچے مجھے محبت اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھتے اور مجھ پر اعتمادِ کلی کا اظہار کرتے، میں نے خود اپنے کانوں انھیں دعائیں مانگتے سنا۔ وہ مجھ گنہگار کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔ شاید انہیں کی دعاؤں کا اثر تھا کہ میں جو بھی خیال کرتا یا جدھر بھی جاتا کامیابی کی راہیں خود بخود نمودار ہو جاتیں۔

علی الصبح میجر شرما تشریف لائے، میں نے انھیں سب ماجرا کہہ سنایا۔ وہ سخت برافروختہ ہوئے۔ اور سکھ میجر کے رویہ کی مذمت کرنے لگے۔ میں نے ان سے کہا کہ میجر شرما اس وقت میری ایک امداد فرمایئے، آیئے میں اور آپ کیمپ میں گھومیں پھریں اور لوگوں کو تسلی دیں، آج آپ میری جگہ میرے ہم وطنوں کی دلداری کریں، میجر شرما جیسا کہ میں

پہلے ہی لکھ چکا ہوں، شریف ہندو نوجوان تھے۔ تعصب کا لفظ ان کے دل کی ڈکشنری میں موجود نہ تھا۔ میں اور میجر شرما دو تین گھنٹے مردوں عورتوں اور بچوں تک کو تسلی دیتے رہے، چونکہ میجر شرما تسلی دیتے وقت دو تین روز میں سپیشل ٹرین کے انتظام کا وعدہ فرما رہے تھے۔ اس عمل نے انھیں مجبور کر دیا کہ جو کچھ مُنہ سے نکلا ہے کسی طرح پورا بھی ہو جائے، چنانچہ وہ مجھ سے جدا ہوتے ہی ٹیلیفون اور تار کے ذریعہ سپیشل ٹرین کے لیے تگ و دو کرنے لگے۔ دو دن بعد وہ مجھے یہ خوشخبری سُنانے آئے کہ ایک کی بجائے دو ٹرینوں کا بندوبست ہو گیا پرسوں یا پرلے روز سپیشل ٹرین آ جائے گی۔ لوگوں کو کہہ دیجئے اور پاس اِشو کر دیجئے مگر یہ خیال رکھیے کہ سکھ میجر راستہ میں اڑنگا لگا رہا ہے۔ آپ اس عرصہ میں بریگیڈیر سے ضرور ملیے۔

دوسرے دن صبح بریگیڈیر صاحب اور سکھ میجر دونوں فوجی کار لے کر کیمپ میں آ موجود ہوئے میں ریلوے لائن کی طرف اپنے کارکنوں کے ہمراہ گشت کر رہا تھا مجھے سڑک تک پہنچنے میں ذرا دیر لگی۔ اتنے میں میجر صاحب نے بریگیڈیر صاحب کو اچھا خاصا پمپ کر لیا تھا، میں جو پہنچا تو صاحب بہادر نے خفگی سے کہا، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ایک گھنٹہ ادھر کھڑے ہو کر تمہارا انتظار کریں۔

میں نے دیری کے لیے معذرت کی وہ ذرا ٹھنڈے ہوئے تو میں نے سکھ میجر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو خفا ہیں بریگیڈیر صاحب کیا آپ بھی خفا ہو گئے ہیں۔

ہلکی سی مسکراہٹ بریگیڈیر کے چہرہ پر چھا گئی، میں اور آگے بڑھا اور ان سے کہا کہ آپ کے میجر صاحب نے حکم فرمایا ہے کہ سب کو پیدل چل کر پاکستان جانا ہوگا۔ آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ سب کو سہولت سے پہنچایا جائے گا۔ آپ کا وعدہ سچا ہے یا میجر صاحب کا حکم؟

بریگیڈیر نے میجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیا بات ہے میجر صاحب؟ تاج سے بات کرو ہم سنتے ہیں۔ یہ کہا اور موٹر کے پائیدان پر پاؤں رکھ کر ہماری طرف دیکھنے لگے۔ میجر کچھ گھبرایا، میں نے میجر سے کہا کہ آپ کا یہ حکم ہے کہ پردہ دار عورتیں، بچے، بوڑھے اور بیمار سب قافلہ کی شکل میں پاکستان کو جانے والی سڑک پر پیدل چل پڑیں۔ انھیں اب کسی قسم کی سواری یا سہولت نہیں ملے گی۔ آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اُن دو گاڑیوں میں کیوں سوار نہ ہوئے جو اس مقصد کے لیے دی گئی تھیں؟ آپ معصوم بچوں اور عورتوں کو سزا دینا چاہتے ہیں، ہم یہ حکم بھی ماننے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ بریگیڈیر صاحب اپنے منہ سے خود فرمائیں۔

میجر صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے کہ بریگیڈیر صاحب بیچ میں بول اٹھے نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم سپیشل ٹرین کے لیے بندوبست کریں گے۔ مگر دیکھو تاج اب کوئی باقی نہ رہے۔

اتنا کہا اور موٹر کی طرف رُخ کرتے ہوئے میجر کی طرف دیکھا اور پھر کہا Come along major

sahib میجر بیچارے کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا ایک آدھ دفعہ میری طرف ترچھی نگاہوں سے دیکھا اور موٹر کی پچھلی سیٹ پر بادل نخواستہ سوار ہو گئے۔ بریگیڈیر صاحب نے موٹر سٹارٹ کی اور تیزی سے سول لائن کی طرف تشریف لے گئے۔

آخری مشکل

ایک لاکھ کی بجائے صرف دس ہزار آدمی رہ گئے تو کیمپ سمٹ کر بہت ہی مختصر ہو گیا۔ میدانی کھیتوں اور کنوؤں پر جو چھپر یا مکانات بنے ہوئے تھے سکھ پناہ گیروں اور غنڈوں نے ان پر چھینا جھپٹی شروع کر دی کیمپ کے سامنے کئی معرکے ہوئے ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک سکھ پناہ گیر نے دوسرے سکھ کے کیس پکڑ رکھے ہیں۔ لکڑیوں کے لیے جنگ ہو رہی ہے، غرضیکہ درندگی کا ہلکا سا نمونہ سامنے آ گیا مجھے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ ہم بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور روزانہ ایک سپیشل ٹرین ملی تو پانچ ہزار روزانہ کے حساب سے لوگ جا سکیں گے۔ دو دن میں کام ختم ہو جائے گا۔ مگر جس روز ہم پانچ ہزار رہ جائیں گے نصف کیمپ خالی ہو جائے گا، اگر نصف کیمپ باقی رہا تو بڑی مشکل کا سامنا ہوگا، سکھ پناہ گیر ابھی سے گدھوں کی طرح منڈلا رہے ہیں۔ ایک ہی کیمپ میں دو متحارب عناصر کا اجتماع سخت خطرہ کا باعث ہوگا۔

میرا خیال درست ثابت ہوا، دو دن بعد مسٹر شرما نے چپکے سے آ کر میرے کان میں کہا کہ صبح گاڑی ملے گی۔ نصف آدمیوں کو پاس اشو کر دو میں نے ایسا ہی کیا، پہلی ٹرین میں سبھی جانا چاہتے تھے۔ میں یہ سوچتا تھا کہ آخری وقت میں لوگ مجھ سے خفا نہ ہو جائیں، کسے پاس دُوں اور کسے نہ دوں، تجویز ہوا کہ گھروں میں پھر کر فری پاس دیئے جائیں، چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ اپنے اپنے گھروں میں موجود رہو ہم خود آتے ہیں اور سب کو پاس دے دیتے ہیں۔

اس طریق کار سے ہمیں کافی سہولت مل گئی میرے ساتھیوں نے نصف علاقہ میں پاس تقسیم کرنا شروع کیے، میں صرف دستخط کرتا تھا۔ تا کہ جعلسازی نہ ہو جائے۔ اور کام نظم اور ضبط سے چل سکے۔

صبح گاڑی آئی، مسلمان فوجی پہرہ دار موجود تھے، نصف آدمی بہ چشم پرنم پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے ہمیں کیمپ میں چھوڑ گئے۔

اب کوئی بے صبری نہ تھی، دوسرے دن علی الصبح گاڑی آ رہی تھی اور ہر آدمی مطمئن تھا، نماز فجر کے بعد میں نے اپنے نئے دفتر سے جو ریلوے لائن کے بالکل قریب تھا دستخط کرنے کا کام خود شروع کیا۔ ابھی کام کرتے ہوئے آدھ گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ لوگ دوڑے آئے اور کہنے لگے۔

سکھ اور ہندو کیمپ میں گھس آئے ہیں، خالی شدہ علاقے کی مسجدوں تک میں جوتوں سمیت داخل ہو رہے ہیں، اب فساد کا خطرہ ہے۔

میں نے موقع پر پہنچ کر دیکھا تو فریقین میں حد فاصل کھینچ چکی تھی اور ذرا سی دیر میں فساد ہوا چاہتا تھا۔ میں اپنے لوگوں کو سمجھا کر ہندوؤں اور سکھوں کے ہجوم میں چلا گیا، میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ میری بات سنیں، اور پھر ایک اونچی دیوار پر کھڑے ہوکر میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرات بلا اجازت کیمپ ایریا میں گھس آئے ہیں، ہمارا کیمپ فوج کی حفاظت میں ہے اگر فوجی افسر ادھر نکل آیا تو گولی چلے گی تم لوگ تو ہماری طرح تباہ حال ہو، مزید تباہی کو اپنی طرف نہ بلاؤ ہم کل سارا کیمپ خالی کردیں گے۔ اور سب کچھ تمہارے حوالے کردیں گے۔ ایک دن اور صبر کرو۔

کچھ لوگوں نے میری بات کو سُنا اور کہا کہ ہم چلے جاتے ہیں۔ آپ نے ہم کو ٹھیک مشورہ دیا ہے۔ مگر کچھ شوریدہ سر ایسے بھی تھے جو کہنے لگے لو جی اپنا گھر بار لُٹا کر ہم سر چھپانے کی جگہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ یہ ہم کو ڈرانے آئے ہیں۔ ہم نے گولیاں چلتی دیکھ رکھی ہیں۔ آ بھئی ہرنام سنگھا تالا توڑیں۔

دو چار بد اندیش افراد نے سارے مجمع کو بیوقوف بنا دیا۔ میں کھڑا دیکھ رہا تھا، میں نے غور کرنا شروع کیا کہ بدی کتنی زُود اثر ہے۔ یہ دل اور دماغ پر کس طرح حملہ آور ہوتی ہے۔ سارا ہجوم میری بات مان رہا تھا مگر دو چار لفنگوں نے سب کا دماغ خراب کر دیا۔ اتنے میں ایک خالصہ جی کرپان لے کر میری طرف آئے اور فرمانے لگے۔ آپ ادھر اب کیا کرتے ہیں جایئے اپنا راستہ لیجئے۔

میں چُپ کھڑا رہا، سامنے مسجد تھی، خدا کا وہ شاندار گھر جہاں ہم پانچ وقت سربسجود ہوتے تھے، صحن کے علاوہ اس کی چھتوں پر بھی سکھ پھرتے نظر آئے، میں نے اُدھر کا رخ کیا انھیں للکارا اور نیچے اُتر آنے کو کہا ایک موٹے سکھ نے چھت پر سے جواب دیا۔ اچھا ٹھہر جا خالصہ نیچے آکر بات کرے گا۔ اور مجھے دکھاتے ہوئے کرپان پر ہاتھ پھیرنے لگا میں مسجد کے سایہ میں کھڑا یہ نظارہ بھی دیکھ رہا تھا اور کبھی کبھی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے آسمان کی طرف بھی نگاہیں اُٹھ جاتی تھیں۔

قبل اس سے کہ وہ بدتمیز سکھ مسجد سے نیچے اُترتا، موٹر کی آواز آئی، ٹھیک اسی مسجد کے سامنے لاؤڈ سپیکر سے میجر شرما نے کہنا شروع کیا۔

’’سنو ہم کمشنر ہے اور اس کیمپ کا افسر بھی ہے۔ یہ کیمپ فوج کے سپرد ہے، ہندو اور سکھ پانچ منٹ کے اندر سڑک پار ہو جاؤ ورنہ گولی ماردی جائے گی۔

خالصہ جی کی سینے لاؤڈ سپیکر کا اعلان سُنا تو نوک دم بھاگے، میں نے کہا خالصہ جی مجھے تو کچھ بتا جاتے۔ جانے آپ کیا بتانا چاہتے تھے۔ وہ اور تیز ہوا اور بہت جلد نظروں سے غائب ہوگیا۔

میجر شرما پستول تھامے میرے پاس آگئے اور کہا آیئے تاج صاحب اندر چلیں اور ان پاجیوں کو یہاں سے نکالیں۔ کچھ فاصلہ پر لُوٹ کے مال پر جھگڑا ہو رہا تھا دوسری جانب مکان کے قبضہ پر ایک ہندو اور سکھ دست و گریبان تھے۔ پانچ سات منٹ گزر چکے تھے، میجر شرما نے پستول کو سیدھا کیا اور ہجوم کی طرف لپکے، میں نے دوڑ کر انھیں روکا

وہ سخت غصہ میں تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے شہر میں اور کیمپ کے ملحقہ علاقہ میں کل ہی اعلان کر دیا تھا کہ کوئی غیر مسلم کیمپ کے پاس پھٹکنے نہ پائے یہ فوجی ایریا ہے۔ یہ لوگ کیوں آئے ہیں۔

میں نے کہا خدا کے لیے پستول کو جیب میں ڈال لیجئے دیکھیے آپ کو دیکھ کر ہی لوگ بھاگنا شروع ہو گئے ہیں بس دس منٹ میں میدان صاف ہو جائے گا۔ بہر حال انھیں غصہ تھا، وہ گشت لگاتے ہوئے جس ہندو یا سکھ کو تالا توڑتے یا مال اٹھاتے دیکھتے اچھی خاصی مرمت کر دیتے تھے۔ میجر شرما ضابطہ کے آدمی تھے۔ انھیں کیا معلوم تھا کہ مسلمانوں کا مال بے ضابطہ لُٹے گا۔ بہر حال فوجی پہرہ دار متعین ہو گئے اور کیمپ خطرات سے محفوظ ہو گیا۔

مسلمانانِ لدھیانہ کا آخری قافلہ:

شام تک میرے تمام ساتھی اور فوجی سپاہی کیمپ کی نگرانی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا کیمپ پر گہری اُداسی چھا گئی۔ رات کے بارہ بجے تک مسلمان فوجی افسر اور میرے اپنے رفیق ہاتھ بٹاتے رہے۔ میں انھیں دستخط شدہ پاس دیتا رہا اور وہ انھیں لوگوں کے مکانوں پر تقسیم کرتے رہے بارہ بجے کام بند کر دیا۔ اور عوام سے کہہ دیا گیا کہ صبح چار بجے اُٹھ کر اپنا اسباب باندھ لو، جن لوگوں کو پاس نہیں ملے وہ نماز فجر کے فوراً بعد دفتر آ جائیں اور پاس لے کر ریلوے لائن سے پیچھے ہٹ کر فوجی پہرہ داروں کے پاس بیٹھ جائیں۔

یہ رات میرے ہم وطنوں کی آخری رات تھی۔ وہ سب صبح کی گاڑی سے پاکستان جا رہے تھے۔ میں دو گھنٹے کے لیے سو گیا۔ تقریباً چار بجے میں دوبارہ کام کرنے بیٹھ گیا۔ ابھی چند منٹ گذرے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی، میرا ساتھی رضا کار جاگ رہا تھا۔ میں نے اسے دروازہ کھولنے اور دریافت کرنے کے لیے کہا وہ پلٹ کر آیا اور کہنے لگا دو عورتیں جو کسی گاؤں کی رہنے والی ہیں اندر آنا چاہتی ہیں میں نے کہا دریافت کرو کتنے افراد کا پاس چاہتی ہیں۔ انھیں دروازے ہی پر پاس دے کر واپس کر دو، تاکہ میں اطمینان سے سورج طلوع ہونے سے پیشتر کام سے فارغ ہو جاؤں۔

رضا کار نے واپس آ کر کہا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے کہ مجھے ان سے ملنا ہے۔ ضروری کام ہے میں نے کہا بھائی پاس کے سوا اور کیا کام ہے خواہ مخواہ وقت ضائع نہ کرو انھیں سمجھا بجھا کر واپس کر دو اور کہہ دو صبح گاڑی کے وقت سے پہلے آ جانا۔

جھگڑالو عورت نہ مانی رضا کار نے ہر چند روکنا چاہا مگر وہ اندر آ ہی گئی اس کے ہمراہ اس کی ہمسائی تھی یہ وہی عورت تھی جو ہمیشہ مجھے گالیاں بھی بکا کرتی تھی اور پھر رونے بیٹھ جاتی تھی۔

میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کیوں بہن آج تو سُورج بھی نکلنے نہیں دیا۔ ابھی تو تُو رکا تڑکا ہے۔ گالیاں دو گی کیا؟

وہ چپ چاپ کھڑی رہی میں نے کہا بتاؤ کیسے آئی ہو حکم کرو پاس چاہیے؟ کتنے آدمیوں کا؟

وہ چپ تھی اس کا رنگ سُرخ ہو گیا، آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہو گئے، میں دیکھتا رہ گیا وہ آگے بڑھی اور میرے پاؤں پر گر پڑی روتے ہوئے کہنے لگی میں معافی مانگنے آئی ہوں تم میرے باپ ہو، میں نے تم کو بہت گالیاں

دیں مگر میں کیا کرتی مجھے جب بھی گھر بار کی بربادی اور عزیزوں کے موت کا خیال آتا تھا، میں تمہارے دفتر میں آکر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتی تھی۔

میں نے اسے بٹھایا اور کہا کہ وقت گذر گیا آج سب لوگ چلے جائیں گے تم بھی پاکستان چلی جاؤ گی کچھ دنوں بعد نہ یہ باتیں یاد رہیں گی نہ کیمپ رہے گا ہم سب ایک دوسرے کو بھول جائیں گے۔

کہنے لگی بابا تم قسم کھا کر بتاؤ کیا تم نے مجھے معاف کر دیا؟ میں نے اسے یقین دلایا تو اس کا دل بھر آیا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہنا شروع کیا:۔

''بابا ہمارے ساتھ کیا ہوا؟ ہمارے ہرے بھرے کھیت ہمارا مال مویشی ہم نے اپنے مکان میں کچھ روپے بھی گاڑ رکھے تھے ہمارے رشتہ دار اخدایا ہم کدھر جائیں؟

میں نے اس دیہاتی عورت کو بہت تسلی دی اس کی ہمسایہ عورت بھی جو ہمراہ تھی ایک طرف بیٹھ کر رو رہی تھی طلوعِ سحر کا وقت تھا سورج طلوع ہونے کی اور مسلمانوں کے دل ڈوبنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ میں نے انھیں پاس بنا کر دیئے۔ خود وضو کرنے بیٹھ گیا۔ دل پر بوجھ محسوس ہو رہا تھا نماز سے فارغ ہو کر پھر کام شروع کیا، چھ بجے تک ہم فارغ ہو گئے۔ میں نے اپنی میز کے تمام کاغذات اٹھا کر پھینک دیئے جس طرح ایک مزدور شام کی چھٹی کے وقت پھاوڑا اور کدال پھینک کر اپنی جھونپڑی کا راستہ لیتا ہے۔ میں نے بھی اپنا بوجھ ہلکا کر لیا۔

گاڑی کیمپ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی لوگ آرام سے سوار ہو گئے لمبی گاڑی تھی اور لوگ زیادہ نہ تھے۔ اس لیے سب کو اچھی طرح جگہ مل گئی، ہمارے کچھ کارکن بھی سوار ہو گئے میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کوئی رہ تو نہیں گیا؟ چاروں طرف آوازیں دے کر دریافت کر لیا گیا، گاڑی نے وِسل کیا میں اور میرے چند رفیق گاڑی کے پاس الوداع کہنے کے لیے صف بستہ کھڑے ہو گئے فوجی افسر اور سپاہی ہمارے پاس کھڑے تھے گاڑی چل پڑی، بعض احباب نے جو گاڑی میں سوار تھے ہاتھ بڑھا کر مجھے پکڑ کر سوار کرانا چاہا میں ہنستا ہوا پرے ہٹ گیا میری یہ ہنسی ہنسی نہ تھی اس میں بہت کچھ بناوٹ تھی۔ مجھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ گاڑی کے بھاری بھر کم پہیے میرے دل پر سے گذر رہے ہیں۔ سب مسافروں کی آنکھوں میں آنسو تھے میں نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیئے میرے ساتھیوں نے آمین کہی، دیکھتے دیکھتے گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی کچھ دیر ہم وہیں کھڑے رہے، میں تھا اور میرے چند ساتھی۔

شام کو بریگیڈیر کا پیغام آیا کہ میں کوئٹہ جا رہا ہوں میرے ساتھ چلو تمہیں لاہور اُتارتا جاؤں گا میں نے شکریہ کے ساتھ انکار کرتے ہوئے جواب بھیجا کہ میرے ساتھ چند رفیق بھی ہیں مجھے کل نہیں جانا میں پرسوں جاؤں گا آپ ٹرک اور جیپ کار کا بندوبست کرتے جائیں۔

شام ہوئی تو میں نے اپنے دو چار ساتھیوں کو کہا کہ محلوں کے اندر گھوم پھر کر دیکھئے کوئی مسلمان رہ تو نہیں گیا۔

آدھ گھنٹہ بعد میرے ساتھی ایک بوڑھے آدمی کو کندھوں پر اُٹھا کر لے آئے۔ اولاد نے ناکارہ سمجھ کر بوڑھے باپ کو تن تنہا چھوڑ دیا تھا۔ اسے ہم اپنے دفتر میں لے آئے پھر میں خود بعض گلی کوچوں میں اسی غرض سے گیا، ایک مکان کے پاس گذرا تو اُسے اندر سے بند پایا میں نے محسوس کیا کہ اندر کوئی ہے دروازہ پر دستک دی تو پاؤں کی چاپ سُنی میں نے کُنڈی کھٹکھٹائی اور کہا کہ میں ہوں تاج الدین اگر کوئی مسلمان ہے تو باہر آجائے۔

عورت نے اندر سے آواز دی ماسٹر جی میں آئی دروازہ کھلا تو ایک ادھیڑ عمر کی عورت جس کے بُشرے سے پتہ چلتا تھا کہ کسی اچھے گھرانے کی ہے آموجود ہوئی۔ وہ بھوکی بھی تھی اور پیاسی بھی، میں نے اسے بیٹھ جانے کو کہا اور خفگی سے کہنا شروع کیا کہ:

’’گاڑی کا ایک ڈبہ خالی گیا ہے اور تم دروازہ بند کیے اندر کیوں بیٹھ رہی ہو اب تمہیں کون لے جائے گا۔

عورت نے کہا کہ میرے پاس پندرہ ٹرنک ہیں اور اُن میں قیمتی سامان ہے مجھے کوئی شخص ایسا نہ ملا جو میرے سامان کو اُٹھا کر مجھے سوار کرا دیتا۔

میں نے کہا بہن تم پاگل ہو، لوگوں کو اپنی تنہا جان لے جانا مشکل تھا تمہارا اتنا اسباب کوئی کیونکر اٹھا کر سوار کراتا تم اس سامان کی خاطر کیا جان دو گی؟ دیکھو باہر شور ہو رہا ہے سکھوں کا ہجوم مکانوں پر قبضہ کر رہا ہے لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں بتاؤ اب کیا فیصلہ ہے چلتی ہو؟

عورت نے لجاجت سے کہا اور میرا سامان؟

میں نے کہا سامان کو پھینکو بھاڑ میں تم خود چلتی ہو کہ نہیں؟

اس نے سر ہلا دیا، میں ناراض ہو کر واپس ہوا ابھی مکان سے باہر نہ نکلا تھا کہ اس عورت نے ٹھنڈا سانس لیا، میرے پاؤں رُک گئے کوئی غیر مرئی طاقت مجھے پیچھے کی طرف دھکیلنے لگی۔

اتنے میں دو فوجی سپاہی آگئے، میں نے انھیں آواز دی آؤ بھائی ذرا ہاتھ بٹاؤ، اس شریف عورت کا سامان میرے دفتر تک پہنچاؤ، اس سامان کو فوجی سپاہی خدا ان کا بھلا کرے کتنے اچھے مسلمان تھے فوراً اُٹھانے لگے۔ میں نے ساتھیوں کو بھی آواز دی ہاتھوں ہاتھ سامان کو دفتر پہنچا دیا گیا اور پھر میں اس عورت کو اٹھا کر آہستہ آہستہ جائے قیام پر لا یا۔ وہ ضعف سے بیکل ہو رہی تھی۔ چائے پکوائی کچھ ناشتہ کرایا تو اس کی جان میں جان آئی۔

اب چار پانچ کی بجائے آٹھ دس ساتھی ہو گئے کچھ ان کا سامان اور پندرہ بھاری ٹرنک اس عورت کے، مجھے ایک کی بجائے دو ٹرک کا بندوبست کرنا پڑا۔ بہر حال اب میرے ذمہ کوئی کام نہ تھا۔ میں تھا اور میرا وطن جسے میں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ (جاری ہے)

خطاب: جانشین امیر شریعت امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ (قسط نمبر 7)

واقعات سیرت طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

بڑھاپا کیا جوانی کیا موت تو بچے کو بھی آجاتی ہے بوڑھے رہ جاتے ہیں۔ نوے نوے سال کے بوڑھے دھکے کھانے کو رہ جاتے ہیں اور بیس تیس سال کے جوانِ رعنا موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ موت کسی کو پوچھ کر نہیں آتی نہ بتا کر آتی ہے وہ تو نبی ہیں خدا کے جن کو اللہ میاں فرشتہ بھیج کر پوچھا کرتا ہے قانون کے مطابق اس ضابطے کی تکمیل کے لیے، کہ رہنا ہے کہ چلنا ہے؟ باقی دنیا میں کوئی مائی کا لال نہیں کہ جس سے پوچھا جائے کہ تم رہنا چاہتے ہو کہ جانا چاہتے ہو؟ فرشتہ آتا ہے تو پتہ بھی نہیں چلتا۔ لوگ پنکھے سے ہوا کر رہے ہوتے ہیں کہن لگے چاچا! چاچا ہووے تے بولے، چاچا تو کہیں اور چل چکا ہوتا ہے۔ کہ اماں۔ ہائے میری اماں، پہلے خالی اماں پھر ہائے میری اماں! اماں نوں کی ہوگیا؟ فرشتہ تو اتنا بھی پتہ نہیں چلنے دیتا۔ ہوا کی سرسراہٹ کی بھی ایک آواز ہوتی ہے۔ لیکن فرشتے کے آنے اور روح کو لے کر جانے کی اتنی آواز بھی پیغمبر تو سُن سکتا ہے۔ بڑے سے بڑے ولی کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ کیا سے کیا ہوگیا؟ اس وقت کو غنیمت سمجھیں۔

تو میرے ان دوستوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت کے متعلق بات کہی۔ دو باتیں میں بھی کہہ دیتا ہوں۔ یہ رجب کا مہینہ حضرت علی مرتضیٰ کی پیدائش کا مہینہ ہے اور حضرت امیر معاویہ کی وفات کا مہینہ ہے 16 رجب۔ اکثریت کا اتفاق 19 رجب کے متعلق بھی کئی مورخین نے قائم کیا۔ لیکن زیادہ اتفاق جو تحقیق کے ساتھ ہے وہ 22 رجب پر ہے۔ لیکن تعداد میں اکثر مورخین نے 17 رجب لکھ دی ہے۔ تو گویا یہ آخری دہا کہ جو ہے حضرت امیر معاویہ کی وفات سے تعلق رکھتا ہے اور یہ جو کونڈے پکتے ہیں اور پکائے جاتے ہیں 1906ء کے اندر سب سے پہلے امیر مینائی کے خاندان میں ریاست رام پور کے رافضی تبرائیوں کے یہودیوں کے ایرانی پروگرام کے مطابق سب سے پہلے یہ کونڈے پکائے گئے۔ اور امیر معاویہؓ کی موت کی خوشی میں پکائے گئے۔ سمجھے؟ اب جو کھا رہا ہے وہ توبہ کرے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کا کوئی بزرگ ماں باپ فوت ہو جائے اور دوسرا آپ کا ہمسایہ آنکھوں سے آنسو بھی بہائے مکار بن کر مگر مچھ بھی بنے اور گھر میں دیگ پکا کر یوں کہے کہ اللہ دا شکر اے جی نال دا غلام قادر مر گیا مینوں بڑا آرام پہنچیا خدا بخشے تے نالے اللہ مہربانی کرے۔ ایہو جئے ہور دو چار مرن تے میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔

آپ اس دیگ کا ایک چاول بھی منہ میں رکھنے کو تیار ہیں (نہیں) بلکہ کہا جائے گا کہ وہ کتنا سنگدل کتنا بدنصیب اور بدبخت کتنا جاہل ہے جو کسی کی موت پر یہ عمل کر رہا ہے۔

کسی اور کے وفات کے حوالے سے پکایا جانے والا کھانا خواہ مجبوری میں کھانا جائز بھی ہو جائے لیکن صحابی کی

موت کی خوشی میں کھانا وہ کبھی قیامت تک حلال نہیں ہوسکتا۔ تو جس نے کھایا ہے دھوکے سے وہ توبہ کرے اور اگر یہ سمجھ کر کھایا ہے کہ امام جعفر صادق کا دسترخوان ہے تو یاد رکھیں کہ

جعفر صادق نہ رجب میں پیدا ہوئے نہ رجب میں فوت ہوئے۔ اس مہینے سے نہ اُن کی وفات کا تعلق ہے نہ اُن کی ولادت کا یہ دھوکہ اور فراڈ ہے۔ اور جو کہانی بیان کی جاتی ہے دُنیا میں نو یا دس تاریخ کی بڑی کتابیں ہیں، دو تین ضمنی اُن کو ملا کے بارہ۔ بارہ سے زیادہ تاریخ کی کتابیں کائنات میں کوئی نہیں اگر کوئی مائی کا بچہ کوئی شخص ان کتابوں میں سے حضرت جعفر صادق کے متعلق کونڈوں کی نسبت سے کوئی صحیح روایت کے مطابق ایک واقعہ سنا دے تو میں باوضو بیٹھا ہوں یہاں میں اپنا مسلک تبدیل کرلوں گا۔ ابن جریر طبری، ابن جعفر یعقوبی، المسعودی، الامامۃ والسیاسۃ، ابن خلدون، ابن خلکان، ابن اثیر جزری، البدایہ النہایہ ابن کثیر ان کتابوں میں سے کوئی ایک سچی روایت نکال دے کہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مسلمانوں نے اس کو صدقہ خیرات بھی سمجھا ہے تو میں اپنا مسلک تبدیل کرلوں گا۔ یادرکھو یہ رافضیوں کی گھڑنت ہے یہ تبرائیوں کا شوشہ ہے یہ یہودیت کی ایجاد ہے یہ ہندوستان کی لعنتی بدعت ہے۔ جو ریاست رام پور سے چلی اور یوپی سے ہوتی ہوئی پاکستان میں داخل ہوئی۔ جو دھوکے سے کر رہے میں وہ چھوڑ دیں جو ضد میں لگے ہوئے ہیں وہ بھی اپنی قبر کی فکر کریں۔ معاویہ کی تو جوتی کا بھی کچھ نہیں بگڑے گا تمہاری شکل قبر میں بگڑ جائے گی۔ ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ میں کہتا نہیں لیکن پھر بات آ گئی اور منہ آئی بات رہندی اے تے سچ اکھیاں بھانبڑ مچدا اے، میں نے ایسے ہی نہیں کہہ دیا جوش جذبے میں نہیں کہہ دیا۔ صحابہ کے متعلق ایمان ہے لکھ لو۔ جس کا جی چاہے حوالہ نوٹ کرلے۔ نام لکھوا دیتا ہوں مصنف کا نام دیتا ہوں مشہور کتاب ہے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' لکھی ہوئی ہے شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن الحجر المکی الہیتمی پیدائش 909ھ وفات 973ھ دسویں ہجری کے مجدد ہیں۔ اُنہی کی کتاب دوسری جو میرے پاس یہ پڑی ہے سامنے ان کی اس کتاب کو پڑھ کر ہمایوں نے رافضیت کے عقیدے سے توبہ کی۔ یہ کوئی دیوبندی بریلوی اہلحدیث سُنی مولوی نہیں بیان کرتا کہ روٹی نہ بند ہوجائے۔ اور محلے والے ناراض نہ ہوجائیں قبر چاہے کالی ہوجائے۔ وہاں چاہے گُرز مار مار کر فرشتے چورہ کردیں اُس کی فکر نہیں محلے کے مونچھوں والے اور طرے والے چوہدری کی ہے وہ تم کو وہاں قیامت تک کام نہیں آسکیں گے۔ تطہیر الجنان، امیر معاویہؓ کی صفائی میں کتاب لکھی ہے اسی بزرگ نے 973ھ میں فوت ہوئے دسویں صدی کے مجدد ہیں۔ جب ہمایوں نے صحابہ کے خلاف مذہب اختیار کیا کیونکہ وہ اپنے بھائی (شیر شاہ سوری) سے بھاگ کر ایران میں پناہ گزین ہوگیا تھا۔ شاہ عباس صفوی کے پاس ایران کے دوران قیام، وہ رافضی تبرائی بن گیا۔ واپس آیا تو اس نے جب دربار سنبھالا تخت وتاج کو سنبھالا تو ایک دن کے اندر حکم دے کر جبری طور سے ہزار دو ہزار سے زیادہ فوجی اور سول افسروں کو رافضی مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا۔ جب یہ آگ ہندوستان میں پھیلی تو علماء بے چین ہوئے بے قرار ہوئے ہمیشہ بے

چارے مولویوں کو ہی سب سے زیادہ بے چینی ہوتی ہے دوسرے تو اپنی شمشاد بیگم اور بو بیگم کے ساتھ ڈانس میں مصروف ہوتے ہیں ان کو کوئی یاد آتا ہے؟ یہ مولوی ہی بے وقوف ہیں ان کو بے چینی زیادہ ہوتی ہے۔ بے چارے کو علماء کا اکٹھ ہوا پھر ایک وفد بنا وہ مکہ مکرمہ میں اس بزرگ کے پاس پہنچا شیخ ابوالعباس ابن حجر الہیتمی مکی کے پاس۔ بہت بڑے عالم صوفی بزرگ محدث فقیہ تھے۔ اور کہا کہ شیخ ہندوستان کی کروڑوں کی آبادی ہے اگر یہ رافضیوں کا مذہب یوں پھیلا ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اسلام کا جنازہ نکل جائے گا۔ بادشاہ گمراہ ہو گیا ہے خدا کے لیے کتاب لکھیے تو شیخ ابن حجر مکی نے یہ کتاب لکھی تطہیر الجنان۔ یہ کتاب لا کر ہمایوں کو سنائی گئی۔ اس نے برسر دربار توبہ کی لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا جو کئی ہزار آدمی ایک دن میں رافضی بنا تھا وہ تو واپس نہ آئے۔ پانچ چھ سو کچھ واپس آئے لیکن بریک لگ گئی۔ اس نے توبہ کی برسر دربار اور اپنے سُنی ہونے کا دوبارہ اعلان کیا۔ یہ آپ کے مولوی بیان نہیں کرتے اب ان سے پوچھنا اور جو نہ بیان کرے پھر میری طرف سے اس کا گریبان پکڑ لینا کہ تنخواہ کا ہے کی کھاتے ہو؟ نام صحابہ کا لیتے ہو۔ روٹی ابوبکر و معاویہ کے نام کی کھاتے ہو تو پس منظر کیوں نہیں بیان کرتے کہ یہ کتاب کیوں لکھی گئی؟ کُھرا میں دے دتا اے، چُوری تسیں پھڑ لو۔ ٹھیک ہے نا؟ کھرا میں دے دتا ہُن گھر تسیں وڑ جاؤ۔ پھڑا کی مار کے چڑھ جاؤ کنداں ٹپ جاؤ، بوہا توڑ دیو۔ سَن لا کو چُورنوں چور بن کے پے جاؤ میں کُھرا تہانوں کڈھ دِتا اے۔

تو شیخ ابن حجر مکی نے ایک واقعہ لکھا ہے اپنی اس دوسری کتاب الزواجر کے اندر یہ دو جلدوں میں ہے غالباً دوسری جلد کے صفحہ دوسو بیس پر، یہ چھپی ہوئی ہے مصر کی۔ ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ میں پاکستان بننے کے ڈھائی سال بعد یہ چھپی ہے اس سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے شائد پہلے بھی چھپی ہو۔ اس میں ایک اور مورخ اور بزرگ ہیں کمال ابن عدیم اُنہوں نے تاریخ لکھی حلب شہر کی، حلب اِس وقت بھی شام کے ایک سبائی حاکم حافظ الاسد اور وہاں کے مسلمان مجاہدین کی ٹکر کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہ حافظ الاسد وہ شخص ہے۔ اس فرقے کا آدمی ہے جس کو شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں آٹھویں صدی ہجری کے اندر مرتد قرار دیا گیا تھا مرزائیوں کی طرح۔ وہ علی کو خدا مانتے ہیں۔ علی کا بت بنا کر پوجتے ہیں۔ حج معاف ہے، زکوۃ معاف ہے، نمازیں معاف ہیں۔ جنابت کا غسل نہیں کرتے۔ عبادت کیسے کرتے ہیں؟ عورتیں مرد ننگے ناچ کرتے ہیں اور وہیں جو سب سے پہلے زنا کرے وہ مرد بھی پاک ہو گیا وہ عورت بھی پاک ہو گئی۔ اس مذہب کا رکھنے والا جو فرقہ ہے اُس کا نام دروز اور قبائلی شاخ کا نام ہے نُصیَری۔ مذہب ان کا ہے نصیری اور نام انہوں نے رکھا ہوا ہے۔ اَلْعَلَوِیُّوْنُ آج کل خمینی سے اُن کی بڑی دوستی ہے۔ سامان وہیں سے آرہا ہے۔ اہلسنت والجماعت کی بیسوی سیکڑوں مسجدیں اس حافظ الاسد نے برسر اقتدار آنے کے وقت میں بمبارٹمنٹ کر کے نمازیوں سمیت تباہ و برباد کی تھیں یہ وہ شخص ہے۔ اس شہر حلب کی تاریخ لکھی ہے علامہ کمال ابن قدعدیم نے وہ سُنا دوں اور پھر صرف ایک حدیث امیر معاویہ کی پڑھ دوں اس کے بعد ختم۔ تو شیخ کمال ابن عدیم نے تاریخ حَلَب

میں لکھا ہے؟

اس میں وہ فرماتے ہیں کہ اس دور میں اس شہر کا گورنر جو تھا وہ رافضی تھا۔ نام تھا اس کا ابن منیر، کیا نام تھا؟ (ابن منیر) ابن منیر اس کا نام تھا جب وہ مر گیا تو اہلسنت والجماعت کے نوجوانوں کا ایک گروپ اُٹھا اُنہوں نے کہا بھائی آج اپنے علماء اپنے مشائخ اپنے بزرگوں اپنے محدثین اور فقہاء کی سچائی کو آزمانے کا وقت ہے۔ ہمیں ساری عمر سُنی علما نے کہا جو صحابہ کو تبرا کرتا ہے وہ مرجائے اس کی قبر میں شکل بدل جاتی ہے۔ آج ہم آزمائش کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ ابن منیر ساری عمر ابوبکر وعمر کو گالیاں دیتا رہا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مولوی سچے ہیں یا ابن منیر کا مذہب سچا ہے۔ یہ لکھا ہے۔ **و کان جماعة من شبان حلب**.......................

ابن قدیم کہتے ہیں ابن منیر جب رافضی گورنر حلب کا مر گیا تو نوجوانوں کی ایک جماعت اُٹھی اُنہوں نے کہا ہم نے اپنے علماء سے بھی سنا ہوا ہے کہ جو شخص صحابہ کو سب وشتم کرتا ہوا مرجائے اس کی شکل قبر میں سور کی شکل بن جاتی ہے۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے عالم سچے ہیں یا ابن منیر اور اس کا مذہب سچا ہے؟ وہ قبرستان میں آئے تازہ تازہ مرا تھا ایک دن پہلے یا دو دن پہلے تو آ گئے اور ایسے آئے جیسے کوئی چہل قدمی کرتے ہوئے ٹہلتے ٹہلتے ہوئے آتا ہے۔ بظاہر پکنک منانے کے لیے شہر کے باہر گئے اور بعضوں نے کہا کہ ہم نے سُنا ہوا ہے کہ جو آدمی ابوبکرؓ وعمرؓ کو تبرا کرتا ہوا مرجائے خدا اس کی شکل سُور سے بدل دیتا ہے تو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے کیونکہ ابن منیر کے متعلق سب دنیا جانتی ہے کہ یہ سخت تبرّا کرتا تھا نتیجہ کیا؟ **فَـأَجْـمَعوُا** کہ آجاؤ آ گئے کہن لگے پکی گل ہے جی؟ پکی گل کہن لگے گل کسی نوں دسنی نہیں تے آپاں لاش چھڈنی نہیں۔ کم کرلو پچھے جو ہوسو ہو۔ آ گئے تو کیا کیا؟ **تــهٗ** اُس کی قبر کو کھودا **فَـلَبْشوه** قبر پٹی، آگے پھر کیا ہوتا ہے؟ کن کھول کے سُن لو۔ **و وجـدوا صـورت فـي صـورت خنزيراً** جب قبر کھولی ہے تو ابن منیر کی شکل خنزیر کی شکل بنی ہوئی تھی۔ **و وجـهـه مـنـحـرفٌ عن جهت القبلة الیٰ جهة الاخریٰ**.........................

علمائے اہل سنت کی جماعت کا دعویٰ ہے اور اس کے بعد ابن منیر کی لاش کو آگ لگا دی **ثم بـدالهـم واحـرقوه فـاهلكوه من النار** جب اس کی ہڈی پسلی جل گئی، کوئلہ بن گیا۔ تو قبر میں اس کو ویسے ہی پھینک دیا۔ قبر ویسے ہی بند کر دی اور واپس چلے گئے بات سمجھ میں آ گئی ہے؟ کتاب الزواجر جلد ثانی صفحہ 220 مطبوعہ ہے مکتبہ مصطفیٰ بابی حلبی اینڈ سنز قاہرہ (مصر) ایڈیشن 1370ھ مطابق 1951ھ۔ ہاں جی تو نام تو لیتے ہیں صحابہ کا ہمارے مولوی صاحبان، ہمارے واعظ، ہمارے لیڈر اینڈ پلیڈر، سُنی نوجوانوں کے کندھوں پر تبلیغ کی بندوق چلانے والے، وہ اپنے انجام کو سوچ لیں وہ کیوں نہیں بتاتے کہ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والوں کے ساتھ معاملہ کیا ہوا تھا حلب میں؟ اُن کے بڑے کون تھے؟ ان کے ساتھ ہمیں کیا سلوک رکھنا چاہیے؟ اور اپنی زندگی کو ان کی لعنت سے کیسے پاک رکھنا چاہیے۔ اور جب تک یہ بولو گے نہیں مسئلہ واضح

نہیں ہوگا۔اپنی قبر صاف نہیں رہے گی۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے نعت خوانوں نے جو کچھ پڑھا ہے میں یہ سمجھتا ہوں یہ پچھلے گناہوں کی تلافی کی ایک صورت ہے۔اس پر خوش نہ ہو جانا کہ دو نعت خوانوں نے امیر معاویہ کی منقبت پڑھی۔میرا مطالبہ، میری فرمائش، میری خواہش ،میری التجا، میری اپیل، میری درخواست، میری دردمندانہ گزارش جو آپ لفظ جانتے ہیں میں کہتا ہوں گھر گھر میں یوم امیر معاویہ مناؤ۔ ہر مہینے امیر معاویہ کے ایصال ثواب کی محفل کرو۔فقراء کو کھانا کھلاؤ۔اگر ایصال ثواب کا کھانا ہو تو خود نہ کھانا۔یاد رکھو صدقے کی روٹی ماں باپ کے لیے، استاد کے لیے، پیرومرشد کے لیے کسی کے لیے پکائے۔تو جو صدقہ پکاتا ہے یا بانٹنا چاہتا ہے سو کھا اُس کے لیے خود کھانا جائز نہیں سمجھ آئی نا؟ ہاں صدقہ حرام ہے۔ **انما الصد قات**،صدقہ والے کو خود صدقہ کھانا جائز نہیں یہ حق ہے،کسی کا ہے؟ **الصدقات للفقراء والمساکین** یہ غریبوں مسکینوں کا حق ہے اور غریبوں مسکینوں میں اگر اپنا رشتہ دار زیادہ غریب ہے۔ان کا زیادہ حق ہے سمجھ آ رہی ہے؟ بھانجا ہے بھانجی ہے، نانی ہے خالہ ہے نواسا نواسی ہے ساس ہے، سُسر ہے۔سالا سالی ہے ان کو کھلا سکتا ہے۔کھاتے پیتے ماں باپ کو بھی نفلی صدقہ نہیں کھلانا چاہیے،کھاتے پیتے آدمی کو نفلی صدقہ بھی نہیں کھانا چاہیے یہ حق غرباء کا ہے اور زکوٰۃ،عُشر ،نذرمنت اس کا صدقہ ،صدقۃ الفطر،قربانی کی کھالوں کے پیسے یہ ماں باپ دادا دادی بیٹا پوتا،خود میاں بیوی، بھائی بہن اس کو نہیں کھلا سکتا دس رشتہ داروں کو نہیں کھلا سکتا باقی سوتیلے دادا کو سوتیلی دادی کو ساس کو سالے کو نانے،نانی کو خالہ کو ماموں کو سب کو کھلا سکتا ہے نفلی صدقے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔لیکن بہتر یہ ہے کہ کھاتے پیتے جو آدمی ہیں وہ صدقہ نہ کھائیں یہ میل کچیل ہے۔اُن کو کھانے دیں جو غریب ہیں مستحق ہیں اور ان میں سے بھی جو اپنے غریب رشتہ دار ہیں وہ زیادہ حقدار ہیں۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔آواز آ رہی ہے الحمدللہ۔اب ملک میں یہ آواز آ رہی ہے سرگودھے میں ہو رہا ہے۔ملتان میں میں نے آغاز کیا تھا اباجی کی وفات کے کچھ دن بعد ستمبر 1961 میں۔میں نے آغاز کیا تھا اس کا تو مجھے اپنوں نے کہا تھا تم کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا تمہیں بیس برس کے بعد پتہ چلے گا۔ جب رافضی تمہارے گھروں میں گُھس کر اپنا محرم منائیں گے تمہاری بہو بیٹیوں کے جھونٹے پکڑیں گے اور تمہاری مسجدوں کے دروازے توڑیں گے۔وائرنگ کاٹیں گے لاؤڈ سپیکر کی۔تمہیں اس دن پتہ چلے گا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ڈیرہ غازی خان میں دو سال قبل یہ ہو چکا ہے۔اور جس کے ساتھ ہوا وہ دیوبندی بھی نہیں تھا۔ بریلوی عالم تھے مولانا فضل حق۔اس کی مسجد کا دروازہ توڑا گیا،اُن کی قبر ڈھائی گئی،مسجد کی وائرنگ کاٹی گئی، کھڑکی توڑ دی گئی۔لاؤڈ سپیکر اُتار دیے گئے۔ان کے گھروں میں گُھسے ان کی بہو بیٹیوں کے جھونٹے بال پکڑ کر کے نوچے کپڑے پھاڑ دیے برقعے اُتار دیے۔تب جا کے ابھی بھی ان کو ہوش نہیں ہے ان کو صحابہ یاد نہیں ہیں اپنی رسمیں یاد ہیں۔

تو وہ نہ ہو کہ ہر وقت سر پر آ جائے میں وارننگ دیتا ہوں کہتا ہوں کہ اس کا ایک ہی توڑ ہے۔مورچہ ابوبکر نہیں وہ بات کہتا ہوں جو میری اپنی پولیٹیکل سینس ہے میں ابھی اس کی تشریح نہیں بتا سکتا ہے۔لکھ لو میرے لفظ کبھی سمجھ میں

آئیں گے میری زندگی میں آ جائیں تو اچھا ہے۔ مورچہ ابوبکر نہیں، مورچہ عمر عثمان نہیں، مورچہ امیر معاویہ ہے اس کو سَر کرلو صحابہ کی ٹوٹلی (Totally) جماعت تمام صحابہ کی عزت کا تحفظ ہو جائے گا۔ تفصیل پھر بتاؤں گا مورچہ امیر معاویہ ہے۔ دشمن سمجھتا ہے تم نہیں۔ جس دن سے امیر معاویہ کا نام لینا تم نے شروع کیا ہے اُنھوں نے سب وتبرا زیادہ بکنا شروع کیا ہے۔ جے سٹ وجے تے چیکاں نکلد یاں ابوبکر کا نام بچ سکتا ہے۔ عمر کا نام کسی درجے میں بچ سکتا ہے۔ عثمان کا نام کس درجے میں بچ سکتا ہے لیکن یزید کی جانشینی کی تجویز پیش کرنے والے، حضور کے مقبول و محبوب صحابی، جو حدیبیہ کی صلح کے وقت میں جو لمبی زُلفوں کے ساتھ سُرخ وسفید چہرے کے ساتھ دونوں ہاتھوں میں تلوار سونتے حضور کی کرسی کے پیچھے کفار کے مقابلے میں حفاظت کے لیے پہریدار تھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اُن کو اور حضرت امیر معاویہ کو اور مدبر اسلام فاتح افریقہ حضرت عمرو ابن عاص کو یہ تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامتوں پر قیامتیں آ جائیں۔ رافضی ان تینوں کو معاف نہیں کر سکتے۔ اگر تم صحابہ کے ماننے والے ہو تو ان تینوں کی یاد کو مناؤ اور مناؤ کثرت سے مناؤ۔ کوئی دن نہیں کوئی عرس نہیں ہر مہینے مناؤ سال میں کئی دفعہ مناؤ اگر تم اسی سیرت کو مسلسل بیان کرو۔ میرے کہنے کے مطابق بیان کرو ان شاء اللہ ان شاء اللہ اس ملک میں سبائیت اور رافضیت کا بڑھتا ہوا سیلاب رُک جائے گا۔ یقیناً رُک جائے گا۔ یقیناً رُک جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

اور اگر تم نے یہ نہ کیا تو پھر لکھ لو کہ تمہارے گھروں میں گُھس کر کے تمہاری ماؤں بہنوں کو بھی بے عزت کریں گے۔ اور تم روک نہیں سکو گے۔ اور اب حضرت امیر معاویہ کی اپنی روایت بیان کر دیتا ہوں جو میں اکثر پڑھا کرتا ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ دو اونچی آواز سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ان کی حدیث ہے جو انہوں نے اپنے متعلق خود بیان کی اور ایک اُن کی کرامت ہے۔ یہ تطہیر الجنان حضرت امام ابن حجر ہیتمی مکی جن کی پہلی کتاب میں نے بتائی اُن کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس کا صفحہ پندرہ ہے سال طباعت وغیرہ جو شخص جو کچھ لکھنا چاہے میرے پاس آ جائے میں سب کچھ لکھا دوں گا۔ وہی 974 کے وفات شدہ ہیں اور ساتھ ہی ان کی ایک دوسری کتاب اور بھی لکھی ہوئی ہے۔ الصواعق المحرقہ کہ یہ دار الطباعت محمد یہ جامعہ ازھر قاہرہ کی چھپی ہوئی یہ کتاب ہے۔ اور عبدالوہاب عبداللطیف ایک اُستاد اور پروفیسر تھے۔ شریعت کالج مصر کے جنھوں نے اس کا حاشیہ لکھا ہے دونوں کتابوں کا۔ یہ امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے ہندوستان کی سفارش پر ہمایوں کو راہ راست پر لانے کے لیے یہ کتاب لکھی اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں جملہ صحابہ کے فضائل ومناقب ہیں اور آخر میں تیس چالیس صفحے کی مستقل کتاب حضرت امیر معاویہ کے فضائل ومناقب پر ہے اور ان دونوں کتابوں کو دیکھ کر ہمایوں نے رافضیت کے عقیدے سے توبہ کی۔ تطہیر الجنان مستقل حضرت امیر معاویہ کے متعلق ہے۔

اس کے صفحہ پندرہ پر خود حضرت امیر معاویہ سے روایت ہے۔ صرف اس کی خلافت کی بشارت بتاتا ہوں۔

(جاری ہے)

خطاب: پروفیسر خالد شبیر احمد ضبط: مولوی فیصل اشفاق

تعارف واستقامت اکابرین مجلس احرار اسلام

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام 45 ویں سالانہ دوروزہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تقریب پرچم کشائی کے موقع پر مجلس احرار اسلام کے سرپرست، رفیق امیر شریعت، جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب مدظلہ نے پرچم کشائی کے بعد کارکنان ورضا کاران احرار کے جیش اور سرخ پوش دستوں سے ولولہ انگیز خطاب کیا۔ جو قارئین اور سرخ پوشان احرار کے جذبات کی تسکین کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و العصر ان الانسان لفی خسر . الا الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات و تواصو بالحق و تواصو بالصبر .صدق اللہ العظیم.

اسٹیج پر براجمان مجلس احرار اسلام کی قیادت اور میرے سامنے موجود رضا کاران دونوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ موضوع بہت وسیع ہے۔صرف چند باتیں آپ کے پیش نظر رکھنا چاہتا ہوں کہ امام شافعیؒ کا قول علماء حضرات سے سنا ہے۔میں نے آپ کے سامنے سورۃ العصر جو تلاوت کی ہے، کہ ’’اگر قرآن کے علاوہ صرف یہ ایک سورت ہی نازل ہوتی‘‘ تو انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہوتی۔تو اس میں سوچنے کی بات ہے کہ اس میں ایسی کیا بات ہے۔تو اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ زمانے کی قسم کہ انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے اور حق کے ساتھ وابستہ ہوگئے اور پھر صبر اختیار کیا۔

یہ جو حق کے ساتھ وابستگی ہے اس کے بعد صبر کی تلقین ہے یہ سب کچھ واضح کر دیتی ہے۔الحمد للہ آج جن اکابرین کی یاد میں ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔جن کا بار بار ذکر ہو رہا ہے، ان کی تمام زندگی اسی سورت کے عین مطابق گزری ہے۔کیا سمجھتے ہیں آپ کہ مجلس احرار اسلام کے اکابر جن کو ہم یاد کرتے ہیں...... یاد کیا کرتے ہیں، وہ کسی نے کہا:

کب یاد میں تیرا ساتھ نہیں کب ہاتھ میں تیرا ہاتھ نہیں
صد شکر کہ سنتے اپنی راتوں میں اب ھجر کی کوئی رات نہیں

ہم نے انہیں بھلایا ہی کب ہے جو یاد کرنے کی ضرورت محسوس کریں۔وہ کیسے بھلائے جاسکتے ہیں۔اور میں آپ کو یہ بتادوں کہ ایسے لوگ جو ہیں وہ مرتے نہیں ہیں۔کون کہتا ہے کہ امیر شریعت حیات نہیں ہیں؟ ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی۔

نظر میں اب تک سمارہے ہیں یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں
یہ آ رہے ہیں وہ جارہے ہیں

وہ ایک شعر ہے کہ

ورنہ سقراط مر گیا ہوتا
اس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں

اور میں یہ بات بھی کہوں کہ میں اب بڑا خوش ہوں۔ میں تو رضا کاروں میں ہوں۔ میں تو سکول و کالج یونیورسٹیوں کا پڑھا ہوا تھا، مجھے اس خاندان نے دین بتایا۔ دین سمجھایا کہ دین کیا ہوتا ہے۔

امیر شریعتؒ کا فرمان ہے کہ: ''دین نام ہے غیرت کا۔ بے غیرتی اور دین ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتی''۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا ہے یہ جو ملک کا حشر ہو گیا ہے۔ ہم نے دین کو چھوڑا دنیا کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دنیا بھی چھین لی۔

میرے بھائیو! بہت لمبا قصہ ہے، مجھے یاد ہے کہ دو راتیں اس طرح کی مجھ پر آئی ہیں کہ نہ میں امیر شریعتؒ کی باتیں سناتے ہوئے تھکا ہوں نہ سننے والے تھکے ہیں۔ اب تو یہ موقع نہیں ہے۔ بس میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے بڑا اطمینان ہوا ہے مجلس احرار اسلام کی نئی قیادت سے مل کر۔ میری ان سے ملاقاتیں ہوئی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے اندر وہ تڑپ وہ رمق جو مجلس احرار اسلام کے لیے ہونی چاہیے اس کے لیے جو عشق ہونا چاہیے ان میں موجود ہے۔ میں مجلس احرار اسلام کی نئی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور ان کے لیے میں اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں سے دعائیں مانگتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی قیادت میں ایک مرتبہ پھر مجلس احرار اسلام اس عروج پر پہنچے گی جو آج سے پہلے تھی۔

آخر میں میں شورش کے چند شعر پڑھ دیتا ہوں اور پھر اپنی ان معروضات کو ختم کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ

شورش کہاں گئے وہ بزرگانِ نیک نام
افضل، حبیب، شیخ، بخاری ابو الکلام
افضل خدا کی رحمتیں اس کے مزار پر
وہ شخص تھا احرار کی جماعت کا امام
کیا خوبیاں جمع تھیں بخاری کی ذات میں
جس نے ہلا کے رکھ دیا انگریز کا نظام
ہم نے تو جدو جہد سے منزل کو پا لیا
لیکن اڑا کے لے گئے سب کچھ نمک حرام

بس اب اشعار کے ساتھ میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ معاملات بہت طویل ہیں۔ میں اس موضوع پر آ جاؤں تو اب بھی اس عمر میں دو اڑھائی گھنٹے تقریر کر سکتا ہوں۔ یہ موضوع نہیں، یہ وقت کا ضیاع ہوگا۔ آپ جس کام کے لیے آئے ہیں اللہ پاک آپ کے اس کام کو قبول فرمائیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ پاک نے قبول فرمایا ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ ہم پھر رہے ہیں۔ کتنی جماعتیں آئیں، ختم ہو گئیں۔ 1929ء سے ہم ہیں اور ان شاء اللہ ہم رہیں گے۔ یہ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ حالات و تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ہمارے ساتھ اللہ کا فضل و کرم ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔ ہم اللہ والے ہو گئے اللہ ہمارا ہو گیا۔ اس کے بعد کسی کی کیا ضرورت ہے۔

والسلام علیکم

(گفتگو بموقع پرچم کشائی احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر 08، 09 اکتوبر 2022ء / 11، 12 ربیع الاول 1444ھ)

عطاء محمد جنجوعہ آخری قسط

قادیانی سے دعوتی نشست

نذیر: افسوس! مرزا صاحب نے اپنی کتب میں اپنے مخالفین کے بارے غیر شائستہ اور اخلاق باختہ زبان استعمال کی ہے بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے بارے لکھا ہے

''مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گا''

(اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام قادیانی)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو عورتوں کی عار کہا (اعجاز احمدی ص 92 مندرجہ خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا غلام قادیانی)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا ''اندھا شیطان، گمراہ، دیو، شقی، ملعون''

(انجام آتھم ص 252 مندرجہ خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا غلام قادیانی)

مرزا نے ہندوؤں کے خدا کے بارے لکھا ہے۔''پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا غلام قادیانی)

یادرہے ہندوؤں نے اس کے ردعمل میں جلوسوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ توہین بلکہ دل آزار ''ستیارتھ پرکاش'' نامی کتاب بھی لکھی پھر ایک عرصہ کے بعد رسوائے زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' بھی لکھی گئی۔

عقیل: واقعی اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ ہیں بشرطیکہ مرزا صاحب نے تحریر کیے ہوں چونکہ میں پیدائشی قادیانی ہوں، مجھے متذکرہ کتبِ مرزا پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا اب تقابلی جائزہ کروں گا۔

نذیر: زنا کے بارے مرزا غلام احمد کی کیا رائے ہے؟

عقیل: اُن کے نزدیک حرام ہے۔ چونکہ آریوں میں زنا کو برائی نہ سمجھا جاتا تھا اس لیے مرزا صاحب نے اُن کی خدمت میں چند اشعار کہے ہیں۔

چھپکے چھپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
رن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں — جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ — سخت خبث اور نابکاری ہے

(آریہ دھرم، ص75-76 مندرجہ خزائن جلد10 ص75-76)

نذیر: قادیانی اپنی بیٹیوں کو مرزا قادیانی کے گھر کیوں بھیجتے تھے؟

عقیل: اس میں کیا حرج ہے؟ وہ تعلیم وتزکیہ کے لیے بھیجتے تھے۔

نذیر: وہ اُن کو خانگی امور کی ٹریننگ دیتے تھے خادمہ کی حیثیت سے مرزا صاحب کی خدمت کرتی تھیں

''وہ کھانا دینے جاتی تھیں'' (ماخوذ سیرۃ المہدی حصہ اول ص234 روایت نمبر 234)

''وہ پاخانہ میں مرزا صاحب کے لیے لوٹا رکھ دیتیں''

(ماخوذ سیرۃ المہدی حصہ سوم ص243 روایت نمبر 847)

غیر محرم عورتیں خادمہ کی حیثیت سے رات کو پہرہ دیتیں اُن کو حضرت نے فرمایا ہوا تھا''اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے''(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص213 روایت نمبر 786)

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد لاہوری کی بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آ کر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے یاددہانی کے لیے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص126 روایت نمبر 688)

حضرت صاحب کی ایک ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ سردیوں کی رات میں کان کے اوپر سے دبا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے

(خلاصہ سیرۃ المہدی حصہ سوم ص210 روایت نمبر 780)

عقیل: بزرگوں کی خدمت کرنا معیوب نہیں۔

نذیر: مرزا صاحب کونسی خدمت کروا کر اُن کا دل خوشی اور سرور سے بھر دیتے تھے؟

''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان وتکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ ہاتھ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اسی حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ

تھکان وتکلیف محسوس ہوئی، بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (موقعہ جو ایسا تھا) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لیے بھی اسی طرح گزارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (آخر کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔ (۱)

سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 789 روایت نمبر 910 طبع چہارم

عقیل: آپ اُن کو روحانی بیٹیاں تصور کرتے تھے۔

نذیر: کیا کوئی شریف آدمی مرزا قادیانی کی پیروی کرتے ہوئے اپنی حقیقی بیٹیوں سے اس طرح جسم دبوا سکتا ہے جس سے اُس کو بعد میں شرم محسوس ہو۔

عقیل: نہیں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

عقیل: مرزا صاحب کے بارے بڑی عجیب وغریب باتیں کر رہے ہو جو میری سمجھ سے باہر ہیں کیا جواب دوں

نذیر: آپ پریشان نہ ہوں حقیقت حال کو پرکھنے کی کوشش کریں۔

عقیل: وہ کس طرح؟

نذیر: اگر آریا اپنی عورتوں کو قوی مردوں کے پاس بھیجیں تو وہ خبث اور نابکاری ہے اس کے برعکس قادیانی صاحبان اپنی بیٹیوں کو مرزا صاحب اور اُسکے جانشینوں کے جسم دبوانے کے لیے بھیجیں تو یہ خدمت باسعادت کیوں؟

عقیل: آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں بلا جھجک کہیں۔

نذیر: ایک قادیانی عقیدت مند نے اس خدمت کی نقاب کشائی کی ہے ’’حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا، پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان 31 اگست 1938ء)

نذیر: آپ خود فیصلہ کریں کہ مرزا خانہ روحانی تربیت گاہ ہوا یا نفسانی شکارگاہ؟

عقیل: اگر حوالہ درست ثابت ہوا تو نفسانی شکارگاہ ثابت ہوگی

نذیر: ماشاءاللہ آپ ہٹ دھرم نہیں، تحقیق کا ذوق رکھتے ہیں کافی وقت ہوگیا ایک اور بات پوچھتا ہوں کہ نبی اپنی خواہش سے بولتا ہے یا خدا کی مرضی سے؟

عقیل: عام آدمی اپنی مرضی سے بولتا ہے لیکن نبی خدا کی مرضی سے کلام کرتا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کا اقرار

ہے۔''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ ڈالا ہے''
(پیغام صلح ص 47 مندرجہ خزائن ج 23 ص 485)

نذیر: مرزا صاحب کی موت کہاں ہوئی اور دفن کس جگہ ہوا؟

عقیل: مرزا صاحب لاہور میں فوت ہوئے اور قادیان جا کر دفن ہوئے

نذیر: مرزا صاحب نے اپنی صداقت سے متعلق پیشین گوئی کی

''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں'' (البشریٰ ج 2 ص 105 تذکرہ ج 3 ص 140)

نذیر: آپ مرزا صاحب کے پہلے دعویٰ کہ ''میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے، کو مدنظر رکھ کر غور کرو اُسے تو مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کی آب و ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ مرزا صاحب لاہور میں فوت ہوا اور بذریعہ ریل گاڑی قادیان جا کر دفن ہوا۔ اس کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے ورنہ وہ لاہور میں نہ مرتے۔

عقیل: تسلیم کرتا ہوں کہ مرزا کا دعویٰ پورا نہ ہوا

نذیر: مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے۔

''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر اعتبار نہیں رہتا''

(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ خزائن ج 23 ص 231)

چنانچہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ اور قول کی روشنی میں مسیح موعود یا ظلی نبی ہوا یا نہیں؟

عقیل: آپ کی گفتگو نے میرے ذہن میں ہلچل پیدا کر دی ہے کہ مرزا صاحب کو کیا کہوں؟ اچھا یہ بتاؤ کہ مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ یا پیشگوئی پوری بھی ہوئی؟

نذیر: ہرگز نہیں البتہ ایک دعا پوری ہوئی

عقیل: وہ کونسی؟

نذیر: مرزا صاحب نے ثناء اللہ امرتسریؒ کے بارے کہا ''(اے اللہ) مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 579 از مرزا غلام قادیانی)

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چونکہ مرزا قادیانی کذاب دجال تھا اس لیے وہ اپنی دعا کے پورے ایک سال ایک ماہ گیارہ دن بعد 26 مئی 1908ء کو لاہور میں ہیضہ سے مر گیا جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرزا قادیان کی موت کے چالیس برس بعد تک زندہ رہے 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا (پاکستان) میں وفات پائی۔

عقیل: آپ کی گفتگو سے قبل مرزا غلام احمد کو مسیح موعود تو مانتا تھا لیکن مرزا صاحب کے کردار سے ناواقف تھا۔ آپ مذاکرہ کی روداد کو بمعہ حوالہ جات تحریر کریں تاکہ میں تقابلی جائزہ لے کر حق و باطل میں امتیاز کر سکوں۔

عقیل: کافی وقت ہوگیا میں نے ابتداء میں حضرت عیسیٰ سے متعلق سوال کیا تھا آپ نے مجھے مطمئن نہیں کیا

نذیر: کتاب قادیانیوں کو دعوت فکر پیش خدمت ہے اس کا مطالعہ کریں۔

عقیل: آپ چند لفظوں میں موقف پیش کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کیوں نہیں۔

نذیر: آپ اپنے مسیح موعود کا خاندانی تعارف کرائیں۔

عقیل: ہمارے مسیح موعود کا نام غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہے اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے وہ قادیان (ہندوستان) میں پیدا ہوئے ان کا نسب مغل خاندان سے ملتا ہے۔

نذیر: قرآن کریم میں بھی مسیح کا ذکر خیر ہے وہ معجزانہ طور پر سیدہ مریم کے بطن سے بن باپ پیدا ہوئے اس بنا پر قرآن نے اُن کو عیسیٰ بن مریم کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہودیوں کے شر سے بچا کر آسمان پر اٹھالیا۔ آپ قیامت کے قریب دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر دمشق کی مسجد کے مینار پر نازل ہونگے۔ لیکن آپ نے جس مسیح موعود کا تعارف کرایا ہے اُن کا نام بھی نہیں ملتا آپ نے اُن کے والد کا نام ظاہر کیا جبکہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے دمشق کہاں اور قادیان کہاں۔ کسی لحاظ سے بھی اُن میں مطابقت نہیں۔

وعدہ کرتا ہوں کہ اگلی نشت میں اظہار خیال کروں گا کہ مرزا غلام احمد ظلی و بروزی مسیح موعود کیوں نہیں؟

عقیل: میں بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں کردار مرزا پر تحقیق کروں گا اگر آپ کے حوالے درست ہوئے تو مرزا غلام احمد کے نظریات سے لاتعلقی کا اظہار کر کے اسلام قبول کروں گا۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
24 نومبر 2022ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے
الداعی
انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061 4511961

حُسنِ انتقاد

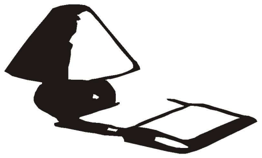

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام: تحقیق عقیدہ حیاتِ انبیاء (صراط المنعمین فی حیاة الأنبیاء والمرسلین)

تالیف: حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ　　ضخامت: 1128 صفحات (دو جلدیں)　　قیمت: درج نہیں

ناشر: ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ 0300 7301239

عالمِ برزخ میں انسانوں کے حس وادراک کی کیفیت اور اس کا حیات کی نوعیت سے تعلق علم کلام کا ایک مشہور مسئلہ ہے۔ البتہ اسلام کی تاریخ علوم میں اس مسئلہ کے مباحث کا دائرہ ہمیشہ عام انسانوں اور مسلمانوں تک محدود رہا ہے۔ جہاں تک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ شہدائے کرام کا معاملہ ہے، ان کی حیات بعد الموت کے فی الجملہ اثبات پر کم از کم اہل سنت میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔ بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ بعض معتزلہ وامامیہ کے سوا پوری امت کو اس میں کچھ اشکال نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ پاکستان کے بعض بزعم خویش ''اہلِ توحید'' کی شدت پسندی نے اس میں اختلاف ومخالفت کا دروازہ کھولا اور پھر معاملہ باقاعدہ دو فرقوں اور دو جماعتوں کی تشکیل تک جا پہنچا۔ اس قضیے کا افسوس ناک پہلو یہ تھا کہ اس نئی گمراہی کے داعی حضرات اپنے آپ کو دار العلوم دیو بند کی فکری روایت کے حامل قرار دینے کے مدعی تھے۔

ہر چند کہ اس ناگوار مجادلے کی بنیادیں علمی وتحقیقی کم اور ذاتی ونفسانی زیادہ تھیں، تاہم علمائے حق نے اس مسئلے کے علمی پس منظر پر خوب خوب دادِ تحقیق دی ہے۔ اس سلسلے میں روزِ اول سے ہی تفصیلی واجمالی دروس، رسائل اور کتب تالیف کیے جاتے رہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے۔ بلکہ شاید اس سلسلے کی سب سے مکمل اور جامع ترین تالیف ہے۔

مؤلفِ علّام مولانا منیر احمد منور دام ظلہم ہمارے زمانے کے کبار اہل علم میں سے ہیں۔ حضرت مولانا کو اختلافی مسائل میں اختصار وتسہیل کے ساتھ حقیقتِ اختلاف، ثمراتِ خلاف اور دلائلِ فریقین کی تفہیم کا خاص ملکہ حاصل ہے اور اس کے ساتھ تالیف وتصنیف کا عمدہ ذوق بھی۔ بہت سے اختلافی مسائل میں حضرت کے رسائل وتالیفات شائع ہو کر حقیقت احوال کے طالب سنجیدہ اہلِ علم اور طلبائے علم کے لیے باعث افادات ہوتے رہتے ہیں۔ ان سطور کا راقم بھی حضرت مولانا کے تلامیذ کے درجے میں ان کی تالیفات سے نیاز مندانہ مستفید ہوتا رہا ہے۔ البتہ میرے خیال میں ان کی تالیفات میں شاید اس قدر تفصیل وبحث وتحقیق کے ساتھ ایسی ضخیم کتاب شاید پہلے معرضِ نشر وطبع میں نہیں آئی۔

یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۱۲۸ر صفحات پر مشتمل ہے۔ شروع میں پیش لفظ اور پھر مقدمۃ الکتاب کے عنوان سے لگ بھگ ڈیڑھ سو صفحات پر مسئلہ زیر بحث کے مبادی واصول بہت شرح وبسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ڈیڑھ سو صفحات پوری کتاب کا خلاصہ اور عطر ہیں۔ مسئلہ زیر بحث سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو یہ ڈیڑھ سو صفحات تو ہر صورت پڑھ کر حرزِ جان بنا لینے چاہییں۔

کتاب کو آٹھ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جن کے عناوین درج ذیل ہیں: باب اول: آیات مبارکہ، باب دوم: احادیث مبارکہ، باب سوم: خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و اجماع صحابہ علیہم الرضوان، باب چہارم: عقیدہ خیر القرون......عبارات، باب پنجم: عقیدہ علمائے امت......عبارات، باب ششم: عقیدہ علمائے دیوبند......عبارات، باب ہفتم: قبر کی حیات اور عذاب وثواب پر اجماع، ایک نظر میں، باب ہشتم: منکرین کا حکم۔

حضرت مؤلف کی مساعی کے نتیجے میں یہ کتاب اس مسئلہ پر دائرۃ المعارف کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اگر چہ کسی بھی بحث پر علمی تحقیق میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے، مگر زیرِ نظر کتاب کی جامعیت کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ اس موضوع پر خاتم الکتب بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

نام: اللہ عجز سے پاک ہے (تقدیسِ شانِ الوہیت اور جمہور اہلِ اسلام) ترتیب وتالیف: غلام یاسین رشیدی
ضخامت: 600 صفحات قیمت: 700 ناشر: ادارہ مطبوعاتِ اہلِ سنت، اردو بازار، لاہور

امکانِ نظیر، امتناعِ نظیر، عمومِ قدرت، قدرت علی القبائح، امتناع قبائح عقلی یا شرعی اور امکانِ کذب وغیرہ عنوان ہیں ایک معرکۃ الآراء مسئلے کا جو سرخیل شہیدانِ حریت حضرت شاہ اسماعیل شہید قدس سرہ کے زمانے سے بر صغیر پاک و ہند میں بحث و مناظرہ کا ایک بڑا موضوع ہے۔

مسئلہ کا خلاصہ دراصل یہ سوال ہے کہ وہ ممکناتِ خلقیہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرما چکے ہیں کہ ان کو اب تخلیق نہیں فرمائیں گے کیا اس فیصلہ فرمالینے کے بعد وہ ان کو خلق کرنے پر قادر ہیں یا نہیں؟

اگر دیکھا جائے تو یہ سوال ایک پیچیدہ علمی نکتہ ہے جو سنجیدہ علمی وفکری رویوں کا محتاج ہے۔ اگر کوئی طالب علم اسلام کی تاریخ علمی کا مطالعہ کرے گا تو اسے اشاعرہ وماتریدیہ اور معتزلہ کے بنیادی اختلافی مباحث میں بھی اس مسئلے کی گونج ملے گی۔ پس ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس قدر علمی اصالت اور تحقیقی دقت نظر کی ضرورت ہے اس کو بروئے کار لاتے ہوئے دادِ تحقیق و بحث دی جاتی مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا اور ایک جماعت نے اس دقیق علمی مسئلے کو بنیاد بنا کر سامراج دشمن علماء کے خلاف تکفیر وتضلیل ودشنام طرازی کا بازار گرم کر دیا۔

زیرِ نظر کتاب متعدد رسائل کا مجموعہ ہے، جو اس موضوع پر جواب اور جواب الجواب کی حیثیت میں تصنیف کیے گئے۔ بنیادی طور پر حضرت مولانا عبدالواحد فاروقی تھانوی رحمہ اللہ کا رسالہ ''تنزیہ الالٰہ'' اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن مرادآبادی کا رسالہ ''تقدیس القدیر'' اس کتاب کے بنیادی ارکان ہیں۔ یہ دونوں رسائل ایک عرصے سے مفقود الطبع تھے اور کمیاب تھے۔ ہندستان کے معاصر محقق عالم اور مناظر مولانا سید طاہر حسین گیاوی مدظلہ نے ان رسائل پر اپنے مقدمے اور اور تشریحی نوٹس کا اضافہ کیا۔ پاکستان میں ہمارے محترم غلام یاسین رشیدی صاحب نے اس مقدمے اور تشریحی نوٹس سمیت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی مدظلہ سے ایک مفصل ومدلل تحقیقی مقدمہ لکھوا کر پورے مجموعے کو مکمل شکل میں شائع کر دیا ہے۔ کتاب پر ہند و پاک کے کبار علماء واساتذہ کی تائیدی آراء وتقریظات بھی شاملِ اشاعت کی گئی ہیں۔

کتاب اپنی معنوی وعلمی محاسن کے ساتھ حسی وظاہری خوبیوں سے بھی آراستہ وپیراستہ ہے۔ برِّصغیر پاک و ہند میں تالیف ہونے والے علم کلام سے بالخصوص اور علوم اسلامیہ سے بالعموم دلچسپی رکھنے والے اہلِ ذوق کے لیے تو شۂ خاص ہے۔ (مبصر: صبیح ہمدانی)

مرتب: ڈاکٹر عمر فاروق احرار قسط نمبر 1

احرار اور سیلاب متاثرین کی خدمت

مون سون کی حالیہ بارشوں کے سبب ندی نالوں اور دریاؤں کے بپھرنے کے سبب آنے والے سیلاب کی وجہ سے بلوچستان، اندرون سندھ اور پنجاب کے ڈیرہ غازی خان، تونسہ، راجن پور، روجھان، فاضل پور، لیہ اور گردونواح کے دیہات زیرآب آچکے ہیں۔ جس کے نتیجے میں سیکڑوں انسانی جانیں، املاک، ہزاروں مویشی اور فصلوں کا نقصان ہوا ہے۔ ضلع ڈیرہ غازی خان انتظامیہ نے صرف 25 جولائی سے 20 اگست 2022 تک کی جو رپورٹ جاری کی ہے اس کے مطابق 342 بستیاں، 80 یونین کونسلیں اور 14 لاکھ 81 ہزار 361 ایکڑ رقبہ شدید متاثر ہوا جبکہ 50 ہزار سے زائد مکانات تباہ ہوچکے ہیں۔ سیکڑوں مساجد و مدارس کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ جبکہ بلوچستان، سندھ اور اور علاقوں کا نقصان اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت تک وطن عزیز پاکستان کا کم و بیش ستر فیصد علاقہ زیرآب ہے۔

مجلس احرار اسلام کا ’’شعبہ خدمت خلق‘‘ قیام پاکستان سے قبل سے ہی اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے۔ 1935 میں کوئٹہ کا زلزلہ، 1943ء میں قحط بنگال، 1968ء ملتان میں ہیضہ کی وبا، 1973ء کا سیلاب، 2000 میں افغان مہاجرین کی مدد، 2005 میں بالاکوٹ کا زلزلہ، 2010 کا سیلاب ہو، 2017 میں ترکی میں مقیم شامی پناہ گزینوں کی مدد اور 2019 میں کرونا سے متاثر ہونے والے افراد کی مدد۔ تمام مواقع پر مجلس احرار اسلام نے ہمیشہ اپنی استطاعت سے بڑھ کر احباب خیر کے تعاون سے امدادی سرگرمیوں میں حصہ لیا اور ہزاروں کارکنان و معاونین نے رضاکارانہ خدمات سرانجام دیں۔

حالیہ صورت حال میں بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی مجلس احرار اسلام پاکستان کی قیادت نے جماعت کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ تمام مراکز، ذیلی دفاتر، اداروں اور مساجد میں ریلیف کیمپس قائم کر کے لوگوں کو امدادی سرگرمیوں کی طرف متوجہ کیا جائے۔

ملتان، لاہور، چیچہ وطنی، ساہیوال، جلہ جیم، میلسی، گڑھا موڑ، خانیوال، بہاولپور، کبیر والہ، مظفر گڑھ، گجرات، ناگڑیاں، ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمالیہ، دھرنال، خانپور، رحیم یار خان، تلہ گنگ، گوجرانوالہ، چکڑالہ، کروڑ لعل عیسن، کلور کوٹ، ڈیرہ اسمٰعیل خان، چناب نگر و چنیوٹ سمیت دیگر کئی علاقوں میں امدادی کیمپ لگائے گئے اور نقد رقوم، خشک راشن، کپڑے، جوتے، بستر، خیمے، ترپالیں، پانی اور ادویات کی صورت میں سامان جمع کر کے مختلف علاقوں میں پہنچائے۔

☆ ملتان مرکز سے 23 اگست کو پہلا امدادی قافلہ مولانا شاہد نواز کی نگرانی میں روانہ ہوا جبکہ ان کے ہمراہ مولانا منیر احمد، قاری اسرار احمد، مولانا اخلاق احمد اور بھائی ارشاد احمد تھے۔ جو تونسہ شریف کے علاقہ بستی سوکڑ گئے جہاں مولانا مفتی سہیل صاحب کے مدرسہ جامعہ حسنین میں قیام کیا اور ان سے مشاورت کی۔ انہوں نے متاثرین سیلاب کے کلی اور جزوی نقصان کی مکمل فہرست تیار کی ہوئی تھی۔ وہاں لوگوں کو راشن اور نقد رقوم کا تحفہ پیش کیا گیا۔ بعدازاں اسی بستی کے رہائشی مولانا انوار حیدر جن کا اپنا مکان سیلاب کی نذر ہو چکا تھا وہ صبر و رضا کی تصویر بنے اپنے اہل علاقہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بے چین و بے قرار تھے۔ ان کی مشاورت سے ہم نے بستی منگروٹھہ کا پروگرام بنایا لیکن راستے میں طوفانی بارش کی وجہ سے وہاں کا پروگرام ختم کر کے راستے سے ہی واپس آنا پڑا۔ ہم فوڈ کلب (تونسہ شہر) پہنچے جہاں مولانا انوار حیدر متاثرین سیلاب کے لیے خشک راشن کی پیکنگ کرا رہے تھے، ہم نے ایک لاکھ روپے مولانا انوار صاحب کے حوالے کر دیے کہ آپ اپنی صوابدید سے سیلاب زدگان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ بعد ازاں بستی مندرانی گئے جہاں ابھی تک مجلس احرار اسلام کے علاوہ کوئی امدادی ٹیم نہیں پہنچی تھی۔ یہ ایسی بستی تھی جو 1700 کنال پر مشتمل تھی لیکن وقتاً فوقتاً سیلابی پانی میں بہہ کر اب صرف 200 کنال باقی رہ گئی۔ اس بستی کے متاثرین میں نقدی، خشک راشن اور بستر ے تقسیم کیے۔ جب کہ ایک میڈیکل کیمپ کا بھی اہتمام کیا۔ اس پہلے امدادی قافلے میں ہمارے پاس تقریباً تین لاکھ روپے نقد، خشک راشن، بستر ے اور تقریباً تیس ہزار روپے (30,000) کی ادویات تھیں۔ 24 اگست کی شام کو ہم لوگ دار بنی ہاشم واپس پہنچے۔

☆ 27 اگست کو مولانا سید عطاء المنان بخاری نے اپنے ضلع لیہ اور ضلع بھکر کے تبلیغی سفر کے دوران ہی سیلابی صورتحال کی معلومات ملتے ہی مولانا محمد اکمل، حافظ محمد طارق لنگاہ اور مقامی احرار کارکن حافظ عدنان شاہ اور اطہر عثمانی کے ہمراہ کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ کے سیلاب سے متاثرہ علاقہ موضع شینہ والا میں پہنچ کر فوری طور پر امدادی سرگرمیاں شروع کیں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلے کی وجہ سے نقل مکانی کرنے والے افراد کو کشتی کے ذریعے سے نکالا اور دیگر بستیوں کا جائزہ لیا۔ شام کو 40 گھرانوں کا راشن تیار کیا گیا جس میں سے کچھ افراد کو خشک راشن اور بہتوں کو کھانا پکا کر پہنچایا گیا۔ اسی طرح ایک مدرسہ کے طلباء و اساتذہ کو پٹرول پمپ کی مسجد میں ٹھہرایا اور وہاں کھانا پہنچایا جاتا رہا۔ جبکہ سید عدنان شاہ اور اطہر رؤف عثمانی نے مسلسل ایک ہفتے تک مستحقین تک پکا پکایا کھانا پہنچایا۔

(جاری ہے)

اخبارُالاحرار

چناب نگر میں احرار کی تبلیغی جدوجہد امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ

(رپورٹ: پروفیسر عطاء محمد جنجوعہ) قادیانی فتنہ کے تعاقب میں علماء کرام نے انفرادی سطح پر گراں قدر علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔لیکن بحیثیت جماعت ملک گیر عوامی سطح پر تحریکی اقدام سرانجام دینے کا اعزاز مجلس احرار اسلام کو حاصل ہے۔مجلس احرار نے ہندوستان کی سیاسی آزادی کی جدوجہد کے ساتھ غیر مسلموں کو دین اسلام کی دعوت دینے کے لیے شعبہ تبلیغ قائم کیا۔جس نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں دعوت و جہاد کا پرچم بلند کیا۔اس دور میں مرزائیوں کو قادیان میں اس قدر سیاسی تسلط حاصل تھا کہ کسی مسلمان کے لیے عام تبلیغ کرنے کی اجازت نہ تھی لیکن مجلس احرار نے انگریز اور قادیانیوں کی بھرپور مخالفت کے باوجود قادیان میں شعبہ تبلیغ کا دفتر قائم کیا جس کی مساعی جمیلہ سے اکتوبر 1934ء میں تین روزہ عظیم الشان احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد ہوا اس طرح احرار کی تبلیغی کاوش سے کئی قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

تقسیم ہند کے بعد قادیانیوں نے چناب نگر (ربوہ) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جہاں کوئی اجنبی داخل ہوتا تو اس کی تلاشی اس طرح لی جاتی جیسے کوئی ایٹمی پلانٹ میں داخل ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مدد سے شعبہ تبلیغ نے یہاں مسجد احرار کی بنیاد رکھی اور سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کیا۔جو ہر سال باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہے۔45ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس 12،11 ربیع الاول 1444ھ 9،8 اکتوبر 2022ء میں ملک بھر سے ختم نبوت کے پروانوں نے قافلوں کی صورت میں شرکت کی۔احرار کے ضلعی راہ نماؤں نے قادیانی کتب سے مرزا قادیانی کا کردار پیش کیا کہ وہ شریف آدمی بھی کہلانے کا مستحق نہیں۔انہوں نے عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر جانی و مالی قربانی پیش کرنے کا عزم کیا مرکزی کانفرنس نے قادیانیوں کے سیاسی عزائم سے حاضرین کو آگاہ کیا قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے خطاب میں احرار کی تاریخی خدمات پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ احرار کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں لیکن وہ فرد یا گروہ جو اللہ تعالیٰ، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و اہل بیت کا دشمن ہے ہم اس کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں ان کے خلاف جہاد کرنا احرار کا نصب العین ہے۔

نماز ظہر کے بعد ہزاروں افراد پر مشتمل کارواں نعرہ تکبیر اللہ اکبر، تاجدار ختم نبوت زندہ باد، فرما گئے یہ ہادی **لا نبی بعدی** کے نعروں کی گونج میں چناب نگر کے بازار کی جانب رواں دواں ہوا۔ایوانِ محمود کے سامنے قائدین گاڑی کے مصنوعی سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔تلاوت قرآن کریم کے بعد ابن سفیر ختم نبوت مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) نے مدلل انداز میں قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔(ایم پی اے) حافظ عمار یاسر نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے کا عزم کیا۔ان کے بعد دیگر قائدین احرار مولانا محمد مغیرہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، سید عطاء المنان بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور امیر مجلس احرار اسلام سید محمد کفیل بخاری نے

مرزا قادیانی کے دعووں کا علمی انداز میں تعاقب کیا اور جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ہمہ گیر آفاقی پہلوؤں پر روشنی ڈال کر ان کو حلقہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ مجلس احرار اسلام چناب نگر میں دعوت اسلام کا فریضہ سرانجام دے کر امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہی ہے۔

تاریخی حقیقت ہے کہ جس جماعت کا مقصد اللہ کی رضا اور دین کی سربلندی ہو وہ مخالفین کی سازشوں اور حکومت کی ناروا پابندیوں کے باوجود زندہ تابندہ رہتی ہے مجلس احرار اسلام کی زندہ مثال ہے جس نے قادیان میں اسلام کا پرچم بلند کرنے میں پہل کی، آج وہ چناب نگر کے بازار میں دعوت اسلام پر سرگرم عمل ہے اللہ تعالیٰ احرار کے قائدین اور کارکنان کی تبلیغی جدوجہد کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور قادیانیوں کو ہدایت کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

45 ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس وجلوس دعوت اسلام چناب نگر (محمد فرحان الحق حقانی)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام دو روزہ احرار ختم نبوت کانفرنس اور جلوس دعوت اسلام گذشتہ 44 سال سے قادیان میں احرار کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ میں بہت اہتمام سے منعقد کیا جاتا ہے، امسال 45 ویں ختم نبوت کانفرنس تھی۔

یوں تو جناب نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مبارک عنوان پہ ملک بھر میں ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی اجتماعات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مگر چناب نگر کی اس کانفرنس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی اس اجتماع کیلئے محنت شروع کر دی جاتی ہے، مجلس احرار اسلام کی عاملہ نے اتفاق رائے سے مولانا محمد اکمل (امیر مجلس احرار اسلام ملتان) کو ناظم اجتماع مقرر کیا۔ اور ان کے معاونین میں مولانا محمد فیصل متین سرگانہ، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمود الحسن، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، بھائی لقمان منشاد، بھائی اشرف علی احرار، بھائی علی اصغر، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمد الطاف معاویہ، محمد قاسم چیمہ، مولانا محمد طیب چنیوٹی کو مقرر کیا گیا۔ ناظم اجتماع جناب مولانا محمد اکمل نے مجلس منتظمہ کے مختلف موقع پہ اجلاس کر کے انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا، جس کے لیے تین سو افراد پر مشتمل مختلف بیس کمیٹیاں قائم کر کے کانفرنس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ جبکہ قائدین احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مولانا سید عطاء المنان بخاری نے ملک بھر میں اجتماعات اور کانفرنسز کے ذریعے کی دعوت دی، جبکہ مبلغین نے پنجاب اور دیگر صوبوں کے دورے کر کے کانفرنس کی دعوت دی۔ مولانا محمد مغیرہ (مرکزی ناظم اعلیٰ)، مولانا محمد اکمل، مولانا تنویر الحسن احرار، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمود الحسن، مولانا اللہ بخش احرار، مفتی محمد نجم الحق، مولانا اخلاق احمد، مولانا وقار احمد قریشی، مولانا محمد طیب رشید، مولانا محمد طلحہ مجتبیٰ، مولانا محمد رضوان جلوی، مولانا محمد فیصل اشفاق، مولانا محمد اسماعیل فرید، مولانا قاری محمد ابوبکر احرار، مولانا محمد سلیمان نعمانی، مفتی محمد قاسم احرار، مولانا محمد فیضان اشرفی، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا محمد وقاص حیدر، مولانا محمد الطاف معاویہ، مولانا عبدالقیوم احرار نے مختلف شہروں اور دیہاتوں کا دورہ کر کے عوام الناس کو ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیلئے تیار کیا۔

10 ربیع الاول کی شام سے ہی قافلوں کی آمد شروع ہوگئی۔ 11 ربیع الاول نمازِ ظہر کے بعد کانفرنس کی پہلی نشست بعنوان ''احرار ورکرز کنونشن'' کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس دوران مختلف بیانات ہوتے رہے، مولانا تنویر الحسن احرار نے کانفرنس کی غرض وغایت اور تعارف کے عنوان پہ پرمغز گفتگو کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد نے اس نشست کی صدارت فرمائی اور اپنے دعائیہ کلمات سے اس نشست کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب ناظم حاجی عبدالکریم قمر، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم مولانا صفی اللہ، مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا قاری یامین گوہر سمیت دیگر مبلغین احرار وختم نبوت نے احرار کارکنوں سے اظہار خیال کرتے ہوئے فکری ونظریاتی اور پرامن تحریکی جدوجہد کیلئے ان کی ذہن سازی کی اور انہیں تاکید کی کہ وہ گلی گلی، قریہ قریہ جماعت کا مشن ومؤقف عام کریں۔

عصر کی نماز کے بعد کانفرنس کی دوسری نشست بعنوان ''فتنہ قادیانیت سے آگاہی'' اور قادیانیوں کے ظلم وستم سے متعلق سوال وجواب کی نشست سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اعلی مولانا محمد مغیرہ، سابق قادیانی ڈاکٹر محمد آصف (نائب ناظم دعوت وارشاد مجلس احرار اسلام پاکستان) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فتنوں کا وائرس ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ بعد نماز مغرب کانفرنس کی تیسری نشست بعنوان ''مجلس ذکر'' سے قائد احرار حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمتہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا سید محمد کفیل بخاری نے مجلس وذکر و بیعت کا عمل مکمل کروایا۔ بعد نماز عشاء کانفرنس کی چوتھی نشست کا آغاز راؤ اسدالرحمٰن کی تلاوت قرآن مجید اور محمد حیدری، محمد امیر حمزہ، حسان حنیف شاہد رامپوری کی نعت سے ہوا۔ اس نشست کی صدارت احرار رہنماء ڈاکٹر شاہد کاشمیری نے کی۔ جبکہ مولانا عثمان ممتاز، مولانا محمد الطاف معاویہ، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا حنیف صابر، مولانا محمد عمر عثمان نے اظہار خیال کیا۔ مجلس احرار کے ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے مرکز احرار چناب نگر کا تاریخی پس منظر اور اکابر احرار کا جدوجہد کے حوالے سے گفتگو کی۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں مجلس احرار اسلام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دارالکفر والارتداد (ربوہ) چناب نگر میں اپنا مورچہ قائم رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں جن مسائل کا ہمیں سامنا ہے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ دستور کی بالادستی کو قائم رکھا جائے اور دوسرا یہ کہ آئین کی عملداری کو یقینی بنایا جائے۔ تمام ریاستی اداروں کو دستور کی بقاء اور نفاذ کے لیے عملی جدوجہد کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ دستور پاکستان اس وقت خطرے میں ہے، اس کی حفاظت اور بقاء کے لیے تمام محبّ وطن دینی وسیاسی جماعتوں اور قوتوں کو اس کے لیے سنجیدہ وعملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر پاکستان پر شدید ترین دباؤ ہے کہ وہ منکرین ختم نبوت لاہوری وقادیانی مرزائیوں کی آئین میں طے شدہ حیثیت کو فی الفور ختم کر کے پرانی حیثیت کو بحال کر دیں لیکن بیدار مغز مسلمانوں کی دینی غیرت وحمیت کے پیش نظر عالمی سامراج ابھی تک یہ مذموم کام کروانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ امریکی ویورپین یونین کی جانب سے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ وبرباد کرنے کی شعوری ومنظم

کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء'' دراصل پوری قوم کو خواجہ سراء بنانے کا بین الاقوامی ایجنڈہ ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں ہمہ قسم کی قانون سازی بیرونی مداخلت سے پاک ہونی چاہیئے ورنہ ایسٹ انڈیا کمپنی سب کچھ بہا کر لے جائیگی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر، نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قیام پاکستان کے فوری بعد سے ہی اس کے اسلامی تشخص کو مٹانے کے لیے وطن دشمن قوتیں سرگرم عمل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ، حضرت مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کے مفہوم کو اپنے اوپر غالب کیجئے۔ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کا اساسی عقیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں لوگوں کو ہدایت صرف اور صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنے سے ہی نصیب ہوگی۔ جو بھی عمل اتباع رسول میں کیا جائے گا، اللہ کے ہاں وہی قابل قبول اور قابل اجر ہوگا۔ ختم نبوت کی چوکیداری کرنیوالے دراصل حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت کرتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنیوالے اللہ رب العزت کے محبوب ترین بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجلس احرار اسلام کی ختم نبوت کی حفاظت اور اسلام کی سربلندی کیلئے کی جانیوالی خدمات کو قبول فرمائے اور عظیم و مقدس کام کا اپنی شایان شان اجر عطاء فرمائے۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ مہمان قراء حضرات جناب الشیخ محمود عاشور، الشیخ محمد یاسر سرایا (جمہوریہ مصر) نے تلاوت قرآن مجید سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا۔ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب کی دعا کے ساتھ اس چوتھی نشست کا اختتام ہوا۔ پانچویں نشست 12 ربیع الاول کو بعد نماز فجر مناظر ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ کا تفصیلی درس ہوا اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ 07:00 بجے صبح چھٹی نشست بعنوان ''تقریب پرچم کشائی'' کا آغاز ہوا۔ مجلس احرار اسلام ناگڑیاں کے جناب قاری محمد شعیب صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی سعادت حاصل کی اور بزرگ احرار رہنماء و نعت خواں جناب حافظ محمد اکرم احرار نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ تقریب پرچم کشائی کے موقع پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی سامراج نے پوری دنیا میں سیاست اور معاشی برتری حاصل کی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سامراج کیخلاف مزاحمتی کردار کا نام مجلس احرار اسلام ہے، اور ہم اکابرین احرار کے اس مشن و کردار کو جاری و ساری رکھیں گے۔ قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے احرار کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام ایک تاریخی اور دینی امانت ہے۔ مجلس احرار اسلام نے آندھیوں کا رخ موڑا اور طوفانوں کا منہ توڑا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے سرپرست جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے احرار کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فرنگی استعمار کیخلاف جدوجہد میں حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام اور حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کی بے مثال جدوجہد کے نتیجے میں فرنگی سامراج ہندوستان سے نکلنے پر مجبور ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے نصب العین میں فرنگی استعمار کا ہندوستان سے انخلاء، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا اور حکومت الٰہیہ کا قیام تھا۔ الحمد للہ مجلس نے اپنے نصب العین میں اللہ رب

العزت کی عطاء کردہ ہمت وتوفیق سے دومقاصد میں کامیابی حاصل کرلی اوران شآء اللہ ایک دن وطن عزیز میں حکومت الٰہیہ کے قیام کی جدوجہد میں بھی کامیابی حاصل کرلے گی۔انہوں نے کہا دین نام ہے غیرت کا،بےغیرتی اور دین ایک ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ بعدازاں پاکستان ومجلس احرار کے پرچم لہرائے گئے اورمولانا محمد فیصل اشفاق نے ترانہ احرار سے عشاقانِ ختم نبوت کے جذبات کو گرمایا۔کانفرنس کی ساتویں نشست کی صدارت جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث اورمجلس احرار اسلام لاہور کے سرپرست مولانا سیف الرحمٰن المہند مدظلہ نے کی۔اس نشست میں حسان حنیف شاہد رامپوری، احمد اسماعیل بھٹہ، حافظ محمد احسن، حافظ مغیرہ خالد، مولوی برکات احمد شاہ، حافظ محمد اکرم احرار نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح صحابہ واہل بیت پیش کی۔مبلغ ختم نبوت مولانا تنویرالحسن احرار، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد سرفراز معاویہ اورحکیم حافظ محمد قاسم نے کانفرنس کی تمام نشستوں میں نظامت کے بہترین فرائض سرانجام دیئے۔ حافظ صدام حسین، مولانا محمد رضوان جلوی، مولانا محمد طیب رشید، مفتی محمد عرفان، مولانا حفیظ چوہدری نے کہا دین اسلام کی عمارت عقیدہ ختم نبوت پراستوار کی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا کہ جب قادیانی چناب نگر(سابق ربوہ) کو اپنی جاگیر اورراجدھانی سمجھتے تھے،مگراحرار کی ولولہ انگیز قیادت نے یہاں مردانہ وارداخلے کے بعد اس سرزمین کفروارتداد میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے نعروں کو بلند کیا گیا۔الحمدللہ اکابراحرار کی محنت کے نتیجہ میں ربوہ کو آزاد شہرڈکلیئر قرار دے دیا گیا۔مولانا عبدالنعیم نعمانی، مولانا تنویر احمد علوی ، مولانا شبیر احمد عثمانی، حکیم عبدالواحد، مولانا ملک خلیل احمد، مولانا عبدالرؤف محمدی (سیکرٹری اطلاعات پاکستان شریعت کونسل)، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا عادل شہزاد، مولانا عبد الخالق ہزاروی (مرکزی رہنماء جمعیت علماء اسلام س)، بھائی عبدالقادر رائے پوری، مولانا سیف الرحمٰن المہند نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر کی دینی تحریکوں میں سے مجلس احرار اسلام وہ جماعت ہے کہ جس نے سب سے پہلے فرنگی سامراج اوراس کے پالتوفتنہ ''فتنہ قادیانیت'' کیخلاف عوامی مورچہ قائم کیا اوراس فتنہ کوناکوں چنے چبوائے۔انہوں نے کہا کہ ہمارا یہ دینی وملی فریضہ ہے کہ ہم غداران ختم نبوت کیخلاف پرامن آئینی وقانونی جدوجہد جاری وساری رکھیں۔ مقررین نے کہا کہ مرزاغلام احمد قادیانی فرنگی استعمار کا خودکاشتہ پوداتھا اوراس کے پیروکار آج بھی عالمی سامراج کی مکمل سرپرستی میں اسلام وپاکستان کیخلاف دنیا بھرمیں سرگرم عمل ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہودیوں اوران کے پروردہ قادیانیوں کو عالمی سامراج دنیا بھرمیں مسلمانوں کیخلاف بطور جاسوس کے استعمال کررہاہے۔عقیدہ ختم نبوت جزو ایمان نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔انہوں نے کہا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ کا نفاذ حکومت اورریاستی اداروں کی منصبی ذمہ داری ہے۔عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اوردفاع درحقیقت حضورخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تحفظ اوردفاع ہے۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے کبھی بھی ایجنسیوں کی سیاست نہیں کی۔مولانا سیف الرحمٰن المہند نے کہا کہ پوری امت مسلمہ مجلس احرار اسلام کی دعوتی وتبلیغی جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اورمیں مجلس احرار اسلام کو فتنہ قادیانیت کا علمی محاسبہ کرنے پرسلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔مجلس احرار اسلام اورحضرت امیر

شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی گفتار، کردار اور رفتار میں ثابت قدمی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ معروف صحافی سیف اللہ خالد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی دستور، پارلیمنٹ اور عدالتی فیصلے کو اگر تسلیم کر لیتے تو آج ملک میں آئین و قانون کی بالا دستی ہوتی۔ جن لوگوں نے دستور کی پاسداری، وفاداری اور عملداری کا حلف اٹھا رکھا ہے انہیں قادیانیوں کی خلاف آئین و قانون سرگرمیاں نظر کیوں نہیں آتیں؟؟ قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام شہدائے ختم نبوت کی وارث جماعت ہے۔ مجلس احرار اسلام آئین و دستور کی بالا دستی اور وطن عزیز پاکستان کے اسلامی تشخص کی تحفظ کی جدوجہد کرتی رہیگی۔ اس نشست کا اختتام صاحبزادہ بھائی عبدالقادر رائے پوری کی دعا سے ہوا۔

بعد ظہر دو روزہ احرار ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر ہزاروں فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار نے قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فقید المثال جلوس نکالا جو جامع مسجد احرار سے شروع ہوا۔ نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔ محمد ہمارے، بڑی شان والے۔ فرما گئے یہ ہادی، لا نبی بعدی۔ اسلام، زندہ باد۔ پاکستان، زندہ باد جیسے فلک شگاف اور مثبت نعرے لگاتے اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے جلوس کے شرکاء منظم طور پر اقصی چوک پہنچے جہاں مولانا تنویر الحسن احرار نے خطاب کیا۔ وہاں سے ایوان محمود کی طرف آگے بڑھے تو عجیب سماں بندھ گیا، قادیانی مرکز ایوان محمود کے سامنے جلوس نے پڑاؤ کیا تو بہت بڑے جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا۔ ایوان محمود کے عین سامنے منعقدہ جلسہ عام سے قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مفتی محمد حسن، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، ڈاکٹر شاہد کاشمیری، مولانا محمد مغیرہ، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے)، حافظ عمار یاسر (ایم پی اے) نے خطاب کرتے ہوئے مرزا مسرور احمد اور قادیانیوں پر دعوت اسلام کا فریضہ دہرایا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ کفار کو دعوت دینا ہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے یہاں اپنے خطاب میں کہا کہ مرزا مسرور احمد اور قادیانیوں کیلئے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ ارتداد و زندقہ کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیں یا اپنی متعینہ مذہبی و آئینی حیثیت تسلیم کر کے پاکستان میں رہیں اور وطن عزیز کیخلاف گھناؤنی سازشوں کا سلسلہ ترک کر دیں ورنہ ہماری ان سے کھلی جنگ رہے گی۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ احرار جب تک زندہ ہیں وہ قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں گے اور ان کا سازشوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ ہمارے اکابر نے برس ہا برس کی محنت کے بعد قانونی و آئینی طور پر قادیانیوں کی حیثیت طے کروائی۔ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ احرار رضا کاروں کی استقامت پر خراج تحسین پیش کیا۔ اس کیساتھ انہوں نے نبی کے لیے قرآن کریم کی روشنی میں کیا ضابطہ قائم کیا ہے اس کو دیکھیں پڑھیں اور مرزا کے دام فریب سے خود کو بری کریں۔ ایوان محمود کی نشست مکمل ہونے پر جلوس چناب نگر اڈے کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اختتامی دعا کے بعد نماز عصر ادا کی گئی اور تمام شرکاء اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے کانفرنس میں منظور ہونے

والی درج ذیل قراردادیں پریس کے لیے جاری کیں۔

قراردادیں:

آل پاکستان احرار ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں بلا تاخیر اسلامی نظام نافذ کر کے پاکستان کے قیام کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کی جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے پاکستان کو اِسلامی نظام حیات کا گہوارہ بنایا جائے، نیز یہ اجتماع تمام دینی جماعتوں اور مذہبی حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نفاذِ اسلام کے مطالبہ اور اُس کے لیے جدوجہد کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں۔ تاکہ تمام شعبہ ہائے حیات پر نظامِ اسلام کی عملداری رائج ہو جائے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کا یہ اجتماع حکومت کی مایوس کن کارکردگی اور اس کی معاشی و سیاسی اور داخلہ و خارجہ پالیسیوں کی مکمل ناکامی کو ایک بدترین قومی المیہ قرار دیتا ہے۔ آئی ایم ایف کی ذلت آمیز شرائط کو قبول کر کے ملک کو داؤ پر لگا کر قوم کی اجتماعی خودکشی کا سامان کیا گیا ہے۔ مہنگائی کے منہ زور طوفان نے غریب سے جینے کا حق بھی چھین لیا ہے۔ ملک میں افراطِ زر کی مسلسل بڑھتی ہوئی شرح اور حکومت کی ناقص معاشی پالیسیوں، بھاری ٹیکسز نے مہنگائی میں کئی گنا اضافہ کر کے غریب آدمی کی کمر توڑ دی ہے۔ یہ اجتماع اربابِ اقتدار کے ان غریب کش اقدامات پر شدید ردِعمل کا اظہار کرتے ہوئے حکمرانوں سے اصلاح احوال کا مطالبہ کرتا ہے۔ پیمرا جیسے نگران ادارے کے ہوتے ہوئے بھی الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے جس زور وشور سے خاندانی نظام سے بغاوت، اسلامی اقدار کو کچلنے اور عریانی وفحاشی کے فروغ کا ماحول پیدا کیا جا رہا ہے۔ یہ پاکستان کی اسلامی شناخت کو مٹانے اور ملکی تشخص کو منہدم کرنے کی شعوری کوششوں کی غمازی کرتا ہے، ثقافت اور جدیدیت کے نام پر اسلامی تہذیب کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ جس کی بھرپور آئینی وقانونی مذاحمت کی جائے گی۔ یہ اجتماع اس عزم کا ایک بار پھر اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اسلامی تشخص سے محروم کرنے، دستور کی اسلامی بنیادوں کو کمزور کرنے اور پاکستانی قوم کو اسلامی ومشرقی ثقافتی اقدار وروایات کے ماحول سے نکال کر مغربی و ہندووانہ ثقافت کو فروغ دینے کی ہر کوشش کا مقابلہ کیا جائے گا اور پاکستانی قوم متحد ہو کر اپنے عقائد واقدار کا تحفظ کرتے ہوئے اسلام کے معاشرتی کردار کے خلاف عالمی وملکی سیکولر لابیوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ قانون توہین رسالت کو عملاً بے اثر کر کے توہین رسالت کے مرتکبین کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ توہین رسالت کے واقعات پے در پے رونما ہو رہے ہیں اور کوئی بھی شاتم رسول ابھی تک اپنے قانونی انجام تک نہیں پہنچ سکا۔ گستاخانِ رسول کو عبرتناک و قرار واقعی سزا دی جائے، تاکہ پھر کوئی بدبخت اس جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ دستور پاکستان کی اسلامی دفعات اور تحفظ ختم نبوت کے متفقہ دستوری فیصلے بیرونی قوتوں کے شدید دباؤ اور اندرونی لابیوں کے بے بنیاد پراپیگنڈے کی زد میں ہیں، اور حکمران ان قوتوں کے آگے پسپا ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اربابِ بسط و کشاد قومی ودینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان قوتوں کو دوٹوک جواب دے کر پاکستان کے آئین ودستور کے

تحفظ کو یقینی بنائیں۔

احرار ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع ختم نبوت کو اسلام کی اساس قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کو تمام نجی و سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں لازم جزو بنایا جائے۔ پاک فوج کا ماٹو جہاد ہے، جبکہ قادیانی جہاد کے سراسر منکر ہیں اور اکھنڈ بھارت اُن کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا پاکستان کے سول و عسکری اداروں کی کلیدی آسامیوں پر مسلط قادیانیوں کو فی الفور برطرف کیا جائے، بیرونی ممالک کے پاکستانی سفارت خانوں میں موجود قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔ یہ اجتماع ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو تشویشناک قرار دیتا ہے اور انہیں ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد اور ملک کے دستور و قانون کی صریح خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے تمام ریاستی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کے اجماعی موقف سے منحرف اور دستور پاکستان سے بغاوت کرنے والے اس گروہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا نوٹس لیں اور اپنا دستوری کردار ادا کریں۔

اجتماع سعودی عرب کی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حرمین شریفین میں منکرین ختم نبوت بالخصوص قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی کو یقینی بنانے کے لیے حج و عمرہ اور ورک ویزے کے درخواست فارم میں عقیدہ ختم نبوت کے حلف نامے کا اضافہ کرے اور نگرانی کے نظام کو مزید شفاف و مؤثر بنائے۔ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

یہ اجتماع چناب نگر اور گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی و اشتعال انگیز سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو قانون امتناع قادیانیت کا پابند بنایا جائے اور ان کی آئین اور اسلام کے منافی تبلیغی و اشاعتی سرگرمیوں پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔

قادیانیوں کے اخبارات و جرائد اور رسائل کی اشاعت بند کی جائے اور پریس کو سیل کیا جائے۔ چناب نگر کے اندر شہر کے سیل راستوں کو کھولا جائے۔ قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور سیکورٹی کے نام پر مسلمانوں کی تلاشی لینا، شناختی کارڈ چیک کرنا، موٹر سائیکل اور گاڑیوں کے نمبر نوٹ کرنا بند کرایا جائے۔ نیز چناب نگر میں سیکورٹی کے نام پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے والوں پر سخت پابندی عائد کی جائے۔ چناب نگر میں ’’ریاست در ریاست‘‘ کا ماحول ختم کیا جائے۔ حکومت کی دستوری اور قانونی رٹ بحال کرنے کے ٹھوس اقدامات کیے جائیں اور متوازی عدالتیں ختم کر کے ملک کے قانونی نظام کی بالا دستی بحال کی جائے۔

چناب نگر کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں، تاکہ چناب نگر کے رہائشی ’’انجمن احمدیہ‘‘ کے تسلط سے آزاد ہو کر زندگی گزار سکیں۔ پاکستان کے مسلمانوں کا یہ نمائندہ اجتماع واضح کرتا ہے کہ مدارس و مساجد کی حریت فکر اور آزادی و خود مختاری کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ ان مقدس اداروں کا تحفظ آخری سانس اور خون کے آخری قطرے تک کیا جائے گا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی علوم کی ان تربیت گاہوں کو پابندیوں سے جکڑنے کے بجائے ان کی پاسداری و پاسبانی کو یقینی بنایا جائے۔ یہ اجتماع قانون توہین رسالت پر بیرونی دباؤ کو مسترد کرتا ہے اور اسے ملکی خود مختاری میں مداخلت سے تعبیر کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت بیرونی دباؤ میں آنے کے بجائے اسلام

اور مسلمانوں کی نمائندگی کرے۔ قانون ناموس رسالت کے ساتھ کسی بھی قسم کی چھیڑ چھاڑ ملک کے پر امن ماحول کو خراب کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ گستاخان رسالت اور منکرین ختم نبوت کی توہین آمیز کارروائیوں اور اُن کے لگاتار پھیلائے جانے والے گستاخانہ مواد کا سد باب کر کے مسلمانوں کے بنیادی ایمانی وانسانی حقوق کا احترام کیا جائے۔

چیئرمین سینیٹ کے اہم ترین منصب کے حلف نامہ میں ختم نبوت کے اقرار کی عبارت شامل کر کے ملک کے آئین کی پاسداری اور عمل داری کو یقینی بنایا جائے۔

یہ اجتماع بیرونی دباؤ پر نصاب تعلیم سے اسلامی، تاریخی اور اخلاقی مضامین کو نکالنے کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ نظریہ پاکستان کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے اور اسلام کے بنیادی عقائد اور ملی تاریخ کو نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ غیر ملکی این جی اوز کی فنڈنگ سے آئین اور قانون میں سازشی ترمیمات کا سلسلہ ختم کیا جائے۔ عدالتی احکامات کے باوجود سوشل میڈیا پر توہین رسالت پر مبنی بے شمار مواد بدستور موجود ہے، قادیانیوں اور ملحدین کی ویب سائٹس مسلسل توہین آمیز مواد اپ لوڈ کر رہی ہیں۔ ایسی تمام ویب سائٹس کو بند کیا جائے، سوشل میڈیا پر ہونے والی گستاخیوں کا نوٹس لیا جائے اور گستاخی کرنے والوں اور اُن کے سہولت کاروں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

قادیانی چینلز کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کر کے قادیانیوں کو اکثریتی آبادی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے سے روکا جائے۔ پورے ملک میں عسکری تنظیموں پر پابندی ہے، لیکن قادیانیوں کی تربیت یافتہ مسلح تنظیم ''خدام الاحمدیہ'' کو کھلی چھٹی دی جا چکی ہے۔ دیگر عسکری تنظیموں کی طرح قادیانیوں کی مسلح دہشت گرد تنظیم خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس کے اثاثے بحق سرکار ضبط کیے جائیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ دیگر اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے۔ انجمن احمدیہ کے ذرائع آمدن کی تحقیق کی جائے، باقاعدہ آڈٹ کیا جائے اور دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح اس کے اثاثے ظاہر کیے جائیں۔ ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع کراچی میں قادیانیوں کی بے روک وٹوک سرگرمیوں کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے اور انہیں قانون کے دائرے میں لایا جائے۔

دُوالمیال (چکوال) میں قدیمی مینار والی مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے اور اس حوالے سے دائر شدہ مقدمہ کو روزانہ کی بنیادوں پر سماعت کر کے فوری فیصلہ سنایا جائے۔

یہ اجتماع ''ٹرانس جینڈر ایکٹ'' 2018ء کو یکسر مسترد کرتا ہے اور اسے پوری قوم کو خواجہ سراء بنانے کا بین الاقوامی ایجنڈہ قرار دیتا ہے۔

شہداء ختم نبوت ریلی ساہیوال (حکیم حافظ محمد قاسم)

مجلس احرار اسلام ضلع ساہیوال کے صدر قاری بشیر احمد حبیب شہید اور معاون کارکن اظہر رفیق شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک ریلی کا اہتمام مجلس احرار ضلع ساہیوال نے کیا، یہ ریلی مسجد نور سے شروع ہو کر چوک شہدا ختم نبوت تک پہنچی۔ وہاں پر قائدین نے ریلی سے خطابات کیے۔

آج سے اڑتیس سال قبل 26 اپریل 1984 میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مطالبات پر اس وقت کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے قادیانیوں کو مقدس اسلامی اصطلاحات اپنی کافرانہ رسوم رواج کے لیے شعائر اسلام استعمال کرنے سے روک دیا گیا کہ وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ اور لکھ سکتے، اسی طرح وہاں مینار بھی تعمیر نہیں کر سکتے اور اگر ایسا ہے تو اس کو ختم کر دیا جائے جس پر بعض قادیانیوں نے اس قانون کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ساہیوال میں مشن ہسپتال چوک کے قریب ایک مرزائیوں کا مرزواڑہ موجود تھا جہاں پر اسلامی شعائر کی توہین اور آئین و قانون کی خلاف ورزی کی جارہی تھی۔

جس پر مجلس احرار ساہیوال کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور معاون ساتھی اظہر رفیق نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر قادیانیوں کے مرزواڑہ پر موجود اسلامی شعائر کو مٹا دیا، جبکہ اسی وقت قادیانی دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے مجلس احرار اسلام ساہیوال کے صدر اور جامعہ رشیدیہ کے مدرس قاری بشیر احمد حبیب اور پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کے طالب علم اظہر رفیق کو شہید کر دیا۔ جس پر شہر بھر میں اشتعال پھیل گیا اور لوگ جوق در جوق جامعہ رشیدیہ پہنچ گئے اور شہداء کے جنازے پڑھ کر تدفین کر دی گئی۔ یہ اتنا بڑا ظلم تھا کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی، انگریز کے خود کاشتہ پودے اور اقتدار کے بھوکے بھیڑیئے مسلمانوں کو شہید کرنے کی سازشوں میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں اور خود مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے بعد بیرون ملک پناہ لے کر ملک دشمن قوتوں کے آلہ کار بن کر پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی بیخ کنی میں مصروف ہو جاتے ہیں

ان شہداء ختم نبوت کے کیس میں مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ مدعی بنے اور قادیانی دہشتگردوں اور غنڈوں کو گرفتار کرا کے کیس چلایا گیا اور وکیل ختم نبوت عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ کی نگرانی میں سینئر وکلاء کی ایک ٹیم نے دن رات ایک کر کے ملٹری کورٹ نمبر 62 ملتان میں مقدمہ کی بھرپور جنگ لڑی اور برصغیر کی تاریخ میں ایک مثال قائم کر کے ہنگامہ آرائی کے بغیر عدالتی پراسیس کو اختیار کر کے جنگ جیتی۔ ملتان میں مسلسل پیشیوں اور صبر آزما عدالتی سماعت کے دوران ٹاپ کے قادیانی وکلاء زچ ہو کر رہ گئے۔ جبکہ دوران سماعت ابناء امیر شریعت سید عطاء المحسن، سید عطاء المومن، پیر جی سید عطاء المہیمن، مولانا اللہ یار راشد، مولانا اسحاق سلیمی، مولانا ارشاد احمد خاں مرحوم، مدعی مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اپنے نائبین اور ساتھیوں سمیت عدالت کے باہر نصرت کے لیئے ہمہ وقت عدالت میں پیش ہوتے رہے۔ چنانچہ سپیشل ملٹری کورٹ نے قادیانی ملزمان محمد دین اور الیاس مربی کو سزائے موت اور جرمانہ کی سزا دی گئی۔ محمد دین ساہیوال سینٹرل جیل میں ہی مر گیا جبکہ الیاس منیر مربی کے علاوہ نعیم

الدین، عبدالقدیر، محمد نثار اور حاذق رفیق طاہر کی سزائے قید کو لاہور ہائی کورٹ کے جج محمد ارشاد حسن اور جسٹس محمد عارف نے 1994ء میں اس بنا پر رہا کر دیا کہ ملزمان نے جتنی قید کاٹ لی ہے وہ کافی ہے اصل میں بعض خفیہ ہاتھ اور حکمران اس کیس پر اثر انداز ہوئے۔

انہی شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے 26 اکتوبر 1984ء کو ساہیوال میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے امیر احرار ساہیوال قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی یاد میں مجلس احرار اسلام ساہیوال اور جمعیت علماء اسلام ساہیوال کے زیر اہتمام نکالی جانے والی ''ختم نبوت ریلی'' کے قائدین، مقررین اور شرکاء نے مطالبہ کیا ہے کہ حسین آباد اور ساہیوال کے دیگر مقامات پر قادیانیوں کی طرف سے جاری قانون کی خلاف ورزیوں کو فی الفور روکا جائے ورنہ ہولناک کشیدگی جنم لے گی اور اس کی ذمہ داری قانون نافذ کرنے والے اداروں اور قادیانیوں پر عائد ہوگی۔ ختم نبوت ریلی بعد نماز عصر مسجد نور ہائی سٹریٹ سے شروع ہوئی۔ شرکاء نے مجلس احرار اسلام پاکستان اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے پرچم اور تحریک ختم نبوت کے مطالبات پر مبنی بینرز اٹھا رکھے تھے اور ختم نبوت زندہ باد اور مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضاء گونج رہی تھی۔ جلوس کی قیادت عبداللطیف خالد چیمہ، چودھری ضیاء الحق، قاری سعید ابن شہید، قاری بشیر احمد رحیمی، قاری عبدالجبار، حکیم حافظ محمد قاسم، حافظ اسامہ عزیر، مرزا ابرار، مولانا محمد عابد، مفتی کفایت اللہ، رانا حافظ مبین، شبان ختم نبوت کے نائب صدر محمد طارق ایڈووکیٹ، مولانا مجیب الرحمٰن اور دیگر رہنماء کر رہے تھے۔ جلوس کے شرکاء شہدائے ختم نبوت چوک پہنچے تو ریلی جلسہ عام کی شکل اختیار کر گئی جہاں عبداللطیف خالد چیمہ، چودھری ضیاء الحق، پیرجی عزیز الرحمٰن، محمد قاسم چیمہ، مولانا اسماعیل قطری اور دیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے انتباہ کیا کہ ضلع ساہیوال کی سرکاری انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنے فرائض منصبی میں قادیانیوں کے دباؤ میں آ کر غفلت کر رہے ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ورلڈ اسٹیبلشمنٹ کا ایک قادیانی کارندہ لارڈ طارق احمد جو برطانیہ کا وزیر مملکت بھی ہے نے گزشتہ دنوں پاکستان آ کر وزیر اعظم شہباز شریف، وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری اور اہم شخصیات سے پر اسرار ملاقاتیں کی ہیں جن کو حکومت چھپا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ 1953ء کے تیرہ ہزار شہدائے ختم نبوت کا خون مسلم لیگ کے سر پر ہے اور وہ پھر سے قادیانیت نوازی کو دہرانا چاہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومتی حلقوں کی طرف سے مشہور زمانہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو ہیرو قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر عبدالسلام نے 1984ء میں ہمارے ایٹمی راز امریکہ کو فروخت کیے تھے اور پاکستان کو ایک لعنتی ملک قرار دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سامراج قادیانیوں کی پشت پر ہے اور ان کو پوری طرح سپورٹ کر رہا ہے، دینی جماعتوں کو اس کا ادراک کرنا چاہیے اور اس کی آگاہی مہم میں جدوجہد کر کے رائے عامہ کو آگے بڑھانا چاہیے۔ بعد ازاں بلدیہ ہال ساہیوال میں شہداء ختم نبوت کی یاد میں عظیم الشان "ختم نبوت کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا شفیع الرحمٰن (شبان ختم نبوت)، شیخ

اعجاز رضا، محمد قاسم چیمہ، تحریک انصاف کے رہنما شیخ شاہد حمید، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل شہباز گجر، چودھری ضیاء الحق، مولانا محمد عابد رشیدی اور کئی دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا اور شہداءِ ختم نبوت ساہیوال کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ مقررین نے کہا کہ شہداء ختم نبوت اپنا مقدس خون دے کر ہمارا راستہ آسان کر گئے ہیں۔ ہم ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی جانیں نچھاور کر دیں گے لیکن عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے مسئلہ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ مولانا محمد امجد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تاریخ شہادتوں سے بھری پڑی ہے ختم نبوت کا نظام آئے گا تو امن قائم ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی سامراجی ایجنٹ ہیں ان کی سازشوں کا ادراک کر کے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تدارک کی ضرورت ہے۔ دیگر مقررین نے کہا کہ آئین کی اسلامی دفعات عالمی ایجنڈے کی زد میں ہے۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں کو اس پر توجہ کرنی چاہیے۔ یہ ملک ہے تو حکمران بھی ہیں اور عوام بھی ہیں۔ ملکی سلامتی کے خلاف ریشہ دوانیاں نہ روکی گئی تو ملکی سلامتی کو لاحق خطرات بڑھ جائیں گے اور قادیانی اسرائیل اور عالمی استعمار کے ذریعے پاکستان کو نقشے سے مٹانا چاہتے ہیں۔ کانفرنس کی قراردادوں میں سود سے نجات اور ٹرانس جینڈر زجیسے قوانین ختم کرنے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام کے سرپرست حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم کی ایوان احرار لاہور آمد

مجلس احرار اسلام کا شعبہ تبلیغ ختم نبوت قادیان میں سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے قائم کیا جو کہ الحمدللہ اب تک اپنی دعوتی، تصنیفی، تبلیغی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ الحمدللہ اب تک کئی قادیانیوں، ہندوؤں، رافضیوں اور عیسائیوں و بہائیوں کو اسلام کی نعمت حاصل ہو چکی ہے حال ہی میں کچھ نومسلمین کے انٹرویوز بھی شائع کیے گئے ہیں جو جماعت کے مراکز سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام کے سرپرست حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم 23 اکتوبر 2022 کو ایوان احرار تشریف لائے۔ قائد احرار سید محمد کفیل بخاری، مجلس احرار کے نائب ناظم تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف سے تفصیلی ملاقات کی اور شعبہ تبلیغ کی دعوتی و تصنیفی کام کی کارگزاری پر اطمینان کا اظہار کیا اور مفید مشوروں اور دعاؤں سے نوازا۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام آن لائن چھٹا ختم نبوت انعامی مقابلہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سوشل میڈیا گروپس کے ذریعے گزشتہ چند ماہ سے آن لائن انعامی مقابلے کی ترتیب شروع کی گئی۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت، رد قادیانیت اور مجلس احرار ختم نبوت کی تاریخ کے حوالے سے سوالات کیے جاتے ہیں اور ان کے صحیح جوابات بھیجنے والوں کو انعام میں قیمتی کتاب کا تحفہ دیا جاتا ہے۔

اس ماہ ستمبر میں چھٹا ختم نبوت انعامی مقابلہ تھا جس میں کل 85 حضرات وخواتین نے شرکت کی۔ جس میں سے 63 جوابات درست تھے جبکہ 22 شرکاء کے جوابات غلط تھے۔ قرعہ اندازی کے ذریعے اس مرتبہ ’’ام حسن معاویہ، ملتان‘‘ کا نام انعام کے لیے منتخب کیا گیا۔ انعامی مقابلے میں شرکت کے لے 0301-7181267 اور 0310-6748692 نمبروں پر بذریعہ وٹس ایپ رابطہ کریں اور اس سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک شیئر کریں۔

مسافرانِ آخرت

☆ حاجی فاروق ڈوگر مرحوم (ولد حاجی محمد طفیل ڈوگر مرحوم چک نمبر 47 بارہ ایل چیچاوطنی والے) کی اہلیہ بھائی محمد طارق حفیظ ڈوگر کی ہمشیرہ اور حافظ عابد مسعود کی خالہ زاد 28 ستمبر 2022ء کو انتقال ہو گیا ہے۔

☆ مدرسہ معمورہ کے مدرس قاری محبوب الرحمٰن کی پھوپھی 27 ستمبر کو انتقال کر گئیں۔

☆ جامعہ المعارف الشرعیہ شورکوٹ ڈیرہ اسماعیل کے استاد الحدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ ڈیرہ اسماعیل خان کے مہتمم مولانا عبدالحمید صاحب یکم اکتوبر کو انتقال کر گئے۔

☆ مرید کے مجلس احرار کے رہنما مولانا معاویہ ساجد صاحب کی اہلیہ یکم اکتوبر 2022ء انتقال کر گئیں۔

☆ لاہور: ہمارے کرم فرما عامر سعید آصف سعید کے والد محترم سعید احمد 11 اکتوبر 2022ء کو انتقال کر گئے۔

☆ نائب ناظم مجلس احرار اسلام ڈی آئی خان حاجی محمد یونس 19 اکتوبر 2022ء کو انتقال کر گئے۔

☆ مدرسہ تحفیظ القرآن ملتان کے مدرس مولانا وقار احمد کی پھوپھو 16 اکتوبر 2022ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں انتقال کر گئیں۔

☆ مولانا محمد طفیل رشیدی مرحوم کی اہلیہ اور مولانا محمد سفیان قصوری کی والدہ محترمہ 21 اکتوبر 2022ء کو انتقال کر گئے۔

☆ ملتان: ہمارے کرم فرما محمد معاویہ ادیب صاحب کی ہمشیر 23 اکتوبر 2022ء کو انتقال کر گئیں۔

☆ وہاڑی: ہمارے مہربان ڈاکٹر عتبان محمد چوہان، جناب شیبان محمد چوہان کی تائی صاحبہ، انتقال 24 اکتوبر

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف کی بھاوج 26 اکتوبر کو انتقال کر گئیں

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں درجات بلند فرمائیں قارئین دعاؤں اور ایصال کا اہتمام کریں۔

مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ کی

اہم مطبوعات

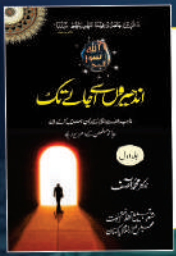

مذاہب باطلہ سے اسلام کے دامن رحمت میں
آنے والے نومسلمین کے
ایمان افروز انٹرویوز اور روداد یں

عقیدہ ختم نبوت ﷺ حیات عیسیٰ علیہ السلام ظہور مہدی علیہ الرضوان
اور مختلف فتنوں کے متعلق مستند احادیث کا مجموعہ

روایتی طرز تحریر سے جداگانہ اسلوب بیان
ایسا رسالہ جس میں احمدیوں (قادیانیوں)
کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے

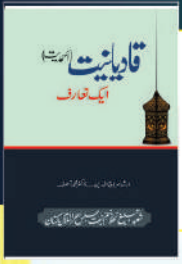

ایک ایسا رسالہ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی
تحریروں کی روشنی میں دعوتی اسلوب کے ساتھ
قادیانیت کا مختصر و جامع تعارف پیش کیا گیا ہے

عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے متعلق مفید معلومات پر مشتمل
احرار ختم نبوت ﷺ ڈائری

احرار ختم نبوت ﷺ کیلنڈر
برائے سال 2023ء / ۱۴۴۴ھ

0300-9522878 0300-8020384

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

"الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔" (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

"اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔" (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ: مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس